Regd. No. P/GDP-3
Phone No. 35
ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ
ہفت روزہ
بدر
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا دینی، تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان
ارشاد حضرت حاجی الحرمین حکیم مولانا نورالدین صاحب
خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ
"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ بلکہ خدا تعالٰے کا کام ہے۔..... میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ جس طرح پر آدمؑ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کو خلیفہ بنایا"
(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)
ادارہ تحریر
ایڈیٹر:۔ خورشید احمد انور
نائب:۔ بشارت احمد حیدر

ہفت روزہ بدر قادیان

خلافت نمبر

بابت

۲۲ رمضان ۱۴۰۷ ہجری

مطابق

۲۱ ہجرت ۱۳۶۶ ہش

۲۱ مئی ۱۹۸۷ عیسوی

جلد : ۳۶ | شمارہ : ۲۱

سالانہ	۴۵ روپے
ششماہی	۲۳ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک	۱۶۰ روپے
فی پرچہ	ایک روپیہ
خاص نمبر	دو روپے

اداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

خلافتِ حقّہ کی نقد برکات

بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خُدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجُودوں سے اشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اِسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو تیس۳۰ برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّتِ غائی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ خُدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسولِ کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس۳۰ برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دُنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں"۔ (شہادت القرآن)

لاہور سے نکلنے والے اخبار تنظیم اہلحدیث نے ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں بحسرت یہ لکھا تھا کہ :-

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوّت کا نظارہ نصیب ہوگیا تو ہو سکتا ہے کہ ملّتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور رُوٹھا ہُوا خُدا پھر سے من جائے۔ اور بھنور میں گھری ہوئی ملّتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہو جائے ورنہ قیامت میں ہم سب سے خُدا پوچھے گا کہ دُنیا میں تم نے ہر ایک اقتدار کے لئے راہ ہموار کی، کیا اسلام کے غلبہ کے لئے بھی کچھ کیا؟"

ایک طرف اِس یاس و حسرت کے اظہار اور تاریکی کے شکوے اور واویلے کو سامنے رکھئے اور دوسری طرف جماعتِ احمدیہ میں جاری خلافتِ حقّہ کی ضیا پاشیوں کا مشاہدہ کیجئے جو اسلام کے چمکتے سورج کی روشنی سے اکنافِ عالم کو منوّر کر رہی ہے ـــــ لیکن اگر کوئی اپنے گھر کے تمام دروازے بند کر کے بیٹھا تاریکی کا ماتم کرتا رہے تو ایسے شخص کو آپ کیا کہیں گے ـــ! یہ مبارک دَور جس میں سے ہم گزر رہے ہیں، دائمی قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مؤیّد من اللہ قیادت کا درخشندہ دَور ہے۔ جس میں بمطابق آیتِ استخلاف وہ تمام نعمتیں جو خلیفۂ برحق کی ذات بابرکات کے طفیل جماعتِ مومنین کو ملنی مقدّر تھیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ دن رات ان سے متمتع ہو رہی ہے۔ بلکہ ایک عالَم براہِ راست یا بالواسطہ ان نعمتوں سے مستفیض ہو رہا ہے ـــــ چنانچہ تبلیغِ اسلام و اشاعتِ قرآن کے جہاد میں، بنی نوعِ انسان کی خدمت اور نسلِ انسانی کو اُمّتِ واحدہ بنانے کی مساعیٔ جمیلہ میں، مالی قربانیوں کے میدان میں اور ابتلاء و آزمائش کے پُر خطر دَور میں سکینت و طمانیت اور صبر و ثبات کی توفیق پانے میں جماعتِ احمدیہ کے افراد انفرادی اور اجتماعی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے حسین نظاروں اور اللہ تعالیٰ کے حُسن و احسان کے جلووں کا مُشاہدہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اللّٰھمّ زد فزد۔ حتیٰ کہ غیر بھی جو تعصّب کے مرض سے پاک ہیں، جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور احیائے اسلام و اشاعتِ قرآن کے کارناموں کو حیرت اور تحسین کی نگاہوں سے دیکھتے اور اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ جناب عبدالوہاب عسکری عراقی نمائندہ مؤتمر اسلامی نے جماعتِ احمدیہ کی مساعی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا تھا :-

"جماعتِ احمدیہ کے افراد نے دینِ اسلام کی جو خدمات سر انجام دی ہیں ان میں تبلیغی لحاظ سے وہ ساری دُنیا پر فوقیت حاصل کر چکے ہیں .... یہ لوگ اِعلائے کلمۃ الدین کے لئے ہر قسم کے ممکن ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ اور اُن کے بڑے بڑے کارناموں میں وہ مسجدیں ہیں جو انہوں نے امریکہ اور افریقہ اور یورپ کے مختلف شہروں میں بنائی ہیں اور یہی سنّت ناطقہ ہے جس کو لے کر وہ کھڑے ہوئے ہیں اور اسی کے ذریعہ اسلامی خدمات بجا لا رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اِسلام کا درخشندہ مستقبل ان ہی سے وابستہ ہے"۔ (مشاھداتی فی سماء الشرق۔ صفحہ ۴۵)

گزشتہ سال جلسۂ سالانہ انگلستان کے موقع پر حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا جو اجمالی خاکہ بیان فرمایا تھا اس کے مطابق :-

◉ ـ بفضلہٖ تعالیٰ ۱۰۸ ممالک میں جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ پہنچی۔ اور وہاں احمدیت کا پَودا لگ چکا ہے۔ صرف گزشتہ سال ہی کے دَوران بارہ۱۲ نئے ممالک میں جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ ● ـ گزشتہ دو سالوں کے اندر اندر جماعت کو دو۲۰۰سَو سے زائد نئی مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ ● ـ گزشتہ دو سالوں کے عرصے میں یورپ میں دس۔ امریکہ میں پانچ اور غانا (مغربی افریقہ) میں ۲۸ نئے مشن قائم ہو چکے ہیں۔ ◉ ـ اِس وقت بیرونی ممالک میں دو۲۰۰سَو کے لگ بھگ مرکزی مبلغین و مبشّرین دعوت الی اللہ کے کام میں دن رات مصروف ہیں جبکہ گزشتہ سال کے اعداد و شمار کے مطابق دُنیا بھر میں ۶۲۰۰، ۷ احمدی احباب کو داعی الی اللہ بننے کی تحریک میں شامل ہو کر بیعتوں کے وعدے پورے کرنے کی سعادت ملی جن میں سے نائیجیریا کے ایک اکیلے احمدی ڈاکٹر کو ۲۰۰ احمدی بنانے کی توفیق ملی۔ ● ـ افریقی ممالک میں جماعت نے جو خدمتِ خلق کے لئے ہسپتال قائم کئے ہیں ان کی مجموعی سالانہ آمد آٹھ کروڑ رُوپے ہے جو سب کی سب ان ہی ممالک کی خدمت و بہبود پر خرچ کی جا رہی ہے۔ اِسی طرح افریقی ممالک میں جماعت کی طرف سے ۳۱ سیکنڈری سکول تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔ ● ـ جماعت کی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اب جماعت کا سالانہ بجٹ ۲۱ کروڑ ۹۰ لاکھ تک پہنچ گیا ہے جبکہ دس کروڑ روپے کے متفرق وعدے اِس کے علاوہ ہیں ـــ!

◉ ـ خدمتِ خلق کے کاموں میں جماعت نے سالِ گزشتہ میں ۹۴ لاکھ روپے سے زائد رقم خرچ کی جبکہ تعلیمی GRANTS اس کے علاوہ ہیں۔ ● ـ دنیا کی اہم متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جا چکے ہیں اور بعض زیرِ اشاعت ہیں۔ اِسی طرح تین صد۳۰۰ منتخب آیاتِ قرآنی کے سَو۱۰۰ زبانوں میں تراجم کا منصوبہ بھی زیرِ عمل ہے۔

◉ ـ اس کے ساتھ ساتھ جماعتِ احمدیہ کے افراد دینِ محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اور خاص طور پر کلمۂ طیبہ کی حفاظت کی خاطر جذبات و احساسات اور عزّتوں کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔ عزیز و اقارب سے جدائی کے صدمے اور قید و بند کی صعوبتوں کو جھیل رہے ہیں۔ اور اب تک ڈیڑھ درجن احمدی احباب جامِ شہادت بھی نوش کر چکے ہیں ـــــ اب سوچیئے یہ جذبۂ ایمان و اخلاص۔ یہ قوّتِ عمل اور یہ رُوحِ اطاعت و وفاداری و جاں نثاری کیا کوئی دُنیادار انسان اپنی قوم میں پیدا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! لیکن دُنیاداروں کو اس فلسفے کی کیا سمجھ آ سکتی ہے۔ چنانچہ جب ایک چھوٹی سی جماعت کے متعلق کروڑوں کی باتیں سُنتے ہیں تو خاص طور پر جن کو پٹرول کی زکوٰۃ کا مزہ لگ چکا ہو انہیں کیونکر یقین آ سکتا ہے کہ سوا کروڑ کی غریب جماعت تیس بتیس۳۲ کروڑ روپے سالانہ کی قربانی پیش کر سکتی ہے! اِس لئے کبھی کہتے ہیں کہ یہ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ اسرائیل سے ان کو پیسہ آتا ہے ـــــ چلو روپے پیسے کا حساب تو اپنی ضمیر اور سمجھ کے مطابق مِلا دیا۔ لیکن یہ جو عزّتوں کی قُربانی دی جا رہی ہے، یہ جو جذبات و احساسات کی قُربانی دی جا رہی ہے، یہ جو نقد جان اس راہ میں پیش کی جا رہی ہے تو اس کے متعلق کیا فتویٰ دیتے ہیں "علماءِ دینِ متین"۔! کیا جامِ شہادت نوش کرنے والا "ایجنٹ" ہے یا کرایہ کا قاتل اور ان کا آقا "ایجنٹ" ہے!؟ اگر ایسے لوگوں کے دِلوں میں خُدائے ذوالانتقام کا ذرا بھی خوف ہے تو کم از کم معصوم احمدیوں کا خُون دیکھ کر تو شرم سے آنکھیں نیچی کر لینی چاہئیں۔ بہرحال یہ وہ نقد برکات ہیں جن کے عناوین کے ذکر کے لئے بھی ایک دفتر چاہیئے۔ کیونکہ برکات کا خزانہ خدا تعالےٰ کے پاس ہے اور خلیفۂ برحق کا ہاتھ خُدا کے ہاتھ میں ہے۔ پس مبارک ہے یہ جماعتِ مبائعین جو خلافت کی برکات سے متمتع ہو رہی ہے ـــــ!!

(محمد انعام غوری قائم مقام ایڈیٹر)

قادیان ۱۸ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے ہفتہ زیرِ اشاعت ڈاک سے موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق حضور پُر نُور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور دن رات مہماتِ دینیہ کے سر کرنے میں مصروف ہیں الحمدللہ۔ احباب کرام اِلتزام کے ساتھ اپنے محبوب آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں کرتے رہیں۔

◉ ـ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کے بارے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنے فضل سے کامل صحت عطا کرے۔

◉ ـ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ قادیان کو دائیں آنکھ کے موتیا بند کا آپریشن کرانے کی غرض سے آج امرتسر لے جایا گیا ہے۔ کل مورخہ ۸۷/۵/۱۹ کو آپریشن ہوگا۔ سیدہ موصوفہ کے کامیاب آپریشن اور بینائی بحال ہونے نیز صحت و سلامتی والی عمر پانے کے لئے احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

● ـ مقامی طور پر محترم قائم مقام امیر صاحب جماعتِ احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام و احبابِ جماعتِ احمدیہ قادیان خیریت سے ہیں۔ الحمدُ للہ ؞

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے!

خلافتِ احمدیہ کے متعلق بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح پیشگوئی

نبوت و خلافت دو عظیم قدرتوں کا ذکر :-

نبوت و خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا، ہمیشہ اس سُنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسُولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے ...... اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پُوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دُوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دُوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں، تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔"

قدرتِ ثانیہ سے کیا مُراد ہے؟

واضح طور پر مثال دے کر حضرت اقدس علیہ السلام نے سمجھا دیا۔ چنانچہ فرمایا :-

"جیسا کہ ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہُوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت کی موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔"

برکاتِ خلافت کو قدرتِ ثانیہ کا ظہور قرار دیا :-

پھر آیتِ استخلاف میں بیان فرمودہ خلافت کے کارناموں کا ذکر کر کے بتایا کہ دراصل یہی کارنامے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے جلوے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا :-

"تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اُس وعدہ کو پُورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دیں گے ...."

اپنی جماعت کو خوشخبری :-

قدرتِ ثانیہ کی وضاحت فرمانے اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی مثال دے کر سمجھانے کے بعد حضور علیہ السلام نے جماعت کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ :-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دِکھلاتا ہے، تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دِکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں (یعنی اپنی وفات کی خبر۔ ناقل) کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

قدرتِ ثانیہ سے مُراد انجمن نہیں ہو سکتی :-

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ انجمن ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشین اور خلافت کی قائم مقام ہے۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ :-

"وہ دُوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دُوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

شخصی خلافت کی غیر مبہم وضاحت :-

اس امر کے ثبوت میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا اور اسی کو قدرتِ ثانیہ قرار دیا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام کے مندرجہ ذیل واضح اور غیر مبہم الفاظ ہر قسم کے اشتباہ کو دُور کر دیتے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں :-

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دُوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے لئے اجتماعی دعاؤں کی نصیحت :-

قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کے قیام کے لئے عالمگیر جماعت احمدیہ کو اجتماعی دعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا :-

"سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک مُلک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو۔ اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

طریقِ انتخابِ خلافت :-

قدرتِ ثانیہ کے ان مظاہر ہی کو حضور علیہ السلام نے لوگوں سے بیعت لینے کا مجاز قرار دیا۔ اور اُن کے انتخاب کے طریق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا :-

"ایسے بزرگ اور پاک نفس لوگوں (یعنی خلیفہ۔ ناقل) کا انتخاب مومنوں کی اتفاقِ رائے پر ہوگا۔ اور جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔ وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔"

برکاتِ خلافت :-

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ایسے منتخب خلفاء کا زیادہ سے زیادہ کام یہی ہوگا کہ وہ لوگوں سے بیعت لے لیا کریں۔ جبکہ حضور علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کی برکات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا :-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔"

(رسالہ "الوصیۃ")

مقامِ خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی نظر میں

" آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا مَیں نے پہلے بیان کیا۔ اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما، اسی طرح خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحبؑ کے بعد خلیفہ کیا...... پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو کسی اَور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے...... جب مَیں مرجاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اُس کو آپ کھڑا کردے گا۔"

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو، مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں، اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے...... دیکھو میری دعائیں عرش میں بھی سُنی جاتی ہیں۔ میرا مولا میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑو اور توبہ کرو......" (بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴، ۵)

" اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا کہ مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا۔ اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اِس گستاخی اور بے ادبی کے نتیجہ سے بھی آگاہ رہو...... اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

سب برکتیں خلافت میں ہیں

ارشاد سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

" اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوّت ایک بیج بوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دُنیا کو متمتّع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اِس دُنیا میں بھی اُونچا کرے۔ اور اُس جہان میں بھی اُونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پُورا کرتے رہو۔ اور میری اَولاد اور حضرت مسیح موعودؑ کی اَولاد کو بھی اُن کے خاندان کے عہد یاد دِلاتے رہو۔ احمدیّت کے مُبلّغ، اِسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اِس دُنیا میں خدائے قُدّوس کے کارندے بنیں۔"

(الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء)

خطبہ جمعہ

خدا کی تقدیر بڑی تیزی سے جماعت احمدیہ کو اُس عظیم عالمی انقلاب کی طرف لئے جا رہی ہے جس کا لانا ہمارے قبضۂ قدرت میں نہیں ہے

معلوم ہوتا ہے نئی صدی میں داخل ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ جماعت پر ترقیات کے عظیم الشان دروازے کھولنا چاہتا ہے

(دستی جمعۃ المبارک) "Friday the 10th" کے تعلق میں بعض خوشخبریوں کا ایمان افروز تذکرہ اور حمد و ثنا اور دعاؤں کی تحریک

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۰ شہادت ۱۳۶۶ ہش مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

مرتبہ: مکرم عبد الحمید غازی صاحب لندن

حضور اقدس نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا:-

گزشتہ پیر کے روز جسے دوشنبہ بھی کہا جاتا ہے اور سوموار بھی کہتے ہیں، شروع ہی سے، صبح ہی سے، اللہ تعالیٰ نے مختلف خوشیوں کی خبریں دکھانی شروع کیں۔ خبر کے ساتھ ویسے تو سنانے کا لفظ آتا ہے، مگر خوشی کی خبر دکھانا بھی ایک محاورہ ہے، یعنی اُسے عملاً پورا ہوتے ہوئے، کرتے ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے یہ بخشش، چھوٹی بھی تھیں اور بڑی بھی، مگر سب تاریخی نوعیت کی تھیں۔ مثلاً یوگوسلاویہ میں اگرچہ ایک لمبے عرصہ سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، کامیاب تبلیغ ہوتی رہی ہے۔ باہر آکر بھی ان میں سے احمدی مسلمان بنتے رہے، اندر بھی۔ لیکن وہ سارے البانین (ALBANIAN) قوم سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اور سربو کروشن (SERBO-CROATIAN) جو وہاں کی بڑی قوم ہے، اور جن میں عیسائیت پائی جاتی ہے بڑی شدت کے ساتھ، یا اب دہریت آگئی ہے روس کے اثر سے۔ ان میں آج تک کوئی احمدی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ تو اس کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا کہ

پیر کے روز صبح یہ خوشخبری ملی

کہ وہاں کے ایک کیتھولک (CATHOLIC) عیسائی جو پادری بھی تھے، یا کم سے کم پادریوں کے ساتھ یہاں آتے رہے تھے اس سے پہلے۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس دن بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور چونکہ وہ پہلے ہیں اپنی قوم میں سے، اور یہ ایک بہت بڑی اور اہم قوم ہے اس لئے یہ تاریخی نوعیت کی خوشخبری ہے۔

دوسری اسی قسم کی خوشخبری آئس لینڈ (ICE LAND) سے ملی۔ یعنی آئس لینڈ کی طرف سے ہے۔ مگر وہ خوشخبری ملی سکاٹ لینڈ گلاسگو (SCOTLAND-GLASGOW) سے۔ گلاسگو میں ایک آئس لینڈ کے طالب علم پی ایچ ڈی (Ph.D.) کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے یہاں آنے کے بعد تعلیم کے دوران احمدیت کے نکتہ نگاہ سے اسلام کا مطالعہ شروع کیا، اور ان کے دل پر رفتہ رفتہ اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے خط لکھا، وہ پیر ہی کے دن ملا، لکھا کہ میں نے خوب تحقیق کے بعد احمدی مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے اور فوری طور پر مجھ سے رابطہ کیا جائے۔ چنانچہ مبلغ کو اطلاع کی، وہاں گلاسگو میں، اور ان کی طرف سے بعد میں یہ خوشخبری ملی کہ باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔

آئس لینڈ کو ہم نے غالباً ڈنمارک (DENMARK) کے سپرد کیا ہوا تھا کہ کوشش کریں کہ آئس لینڈ میں پہلا اسلام کا پھل ملے۔ لیکن باوجود کوششوں کے ڈنمارک سے وہاں کوئی بیعت نہیں ہو سکی۔ یہ اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے پھل بھیجتا ہے۔ اور بعض دفعہ بالکل ہی انسانی کوشش کا کوئی دخل نظر نہیں آتا۔

تیسرے، پیر ہی کے روز ہمارے بہت ہی

ایک اہم پریس (PRESS) کا افتتاح ہوا ہے

جو جدید ترین پریس، جس کا بڑا حصہ دینے کا میں جماعت سے وعدہ کر رہا ہوں اور جماعت نے بہت ہی عظیم الشان تاریخی قربانی بھی دی تھی۔ اس کے کمپیوٹر (COMPUTER) سیکشن کا پیر (MONDAY) ہی کے روز افتتاح ہوا۔ اور یہ تو انفرادی یا چھوٹی بظاہر خبریں ہیں۔ مگر پریس کی خبر چھوٹی نہیں۔ کیونکہ اس کا بہت ہی وسیع اثر پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن اس سے آگے، اور زیادہ دلچسپ، اور زیادہ وسیع خوشی کی خبر یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے تقریباً ڈیڑھ مہینہ پہلے

نائیجیریا سے ایک ایسے چیف کی بیعت کی اطلاع ملی

جو بڑی مخالف قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ اور وہ چیف نہیں بلکہ چیفوں کے چیف ہیں --- اور ہز رائل ہائی نس (HIS ROYAL HIGHNESS) کہلاتے ہیں۔ اور ان کے ماتحت چالیس چیفس (CHIEFS) ہیں۔ اتنے بڑے علاقے کے وہ شاہی خاندان کے فرد ہیں، ان کا ارادہ یا خط مجھے ملا اچانک اور اوپر جو میں نے ٹائیٹلس (TITLES) پڑھے تو میں حیران ہوا کہ یہ تو ماشاء اللہ بڑے اثر و رسوخ والے آدمی ہیں۔ تو میں نے اسی وقت مبلغ کو فون پر اطلاع کرائی اور ایک جانے والے تھے، ان کے ہاتھ "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کی انگوٹھی ان کو تحفہ بھجوائی۔ اور یہ پیغام دیا کہ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ مگر ابھی آپ کے آنے سے کوئی خوشی نہیں اتنی جتنا اس بات سے خوشی ہوگی کہ آپ اپنے اثر و رسوخ کو آگے اسلام کی خدمت میں استعمال کریں۔ اور لوگوں کے لئے رہنمائی کا موجب بنیں۔ وہ اس پر اتنا خوش ہوئے کہ انہوں نے اسی وقت عہد کیا کہ میں انشاء اللہ یہ کام کروں گا لیکن اپنے طریق پر۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ کریں۔

انہوں نے طریق یہ سوچا کہ بجائے اس کے کہ ایک ایک آدمی کو میں احمدی بناؤں، مسلمان بناؤں، اپنے برابر جو چیفس ہیں ان کو کیوں نہ تبلیغ کروں تاکہ بڑے بڑے علاقوں پر اثر پڑے۔ چنانچہ انہوں نے تین اپنے ہم مرتبہ چیفس کو تبلیغ شروع کی اور پیر کے دن، وہی دوشنبہ ہے، مبارک دوشنبہ، جسے کہا جاتا ہے۔ اس دن

دو ایسے چیفس کی بیعت کی اطلاع ملی

جن کے تابع چالیس چالیس چیفس ہیں۔ اور بہت وسیع علاقے پر یہ بات پھیل گئی ہے۔ اور انہوں نے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا، اپنی سعادت کا اظہار کیا۔ مبلغ کو لے گئے۔ اپنا پیلس (PALACE) دکھایا ان میں سے ایک چیف نے۔ اور کہا کہ میرے پر تو اللہ کا عجیب احسان ہے کہ مجھے خدا نے روشنی دکھا دی۔ ورنہ ہم لوگ تو اندھیروں میں رہنے والے تھے۔ تو بات وسیع تر ہوتی چلی گئی۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو جو الہام ہوا تھا

"دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ"

وہ ہم پر تو آج ایک دفعہ پھر پورا ہو گیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ مجھے اس سے ایک اور خیال آیا، کہ ہم جو فرائیڈے دی ٹینتھ (FRIDAY the 10th) خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خبر ملی تھی اسے خواہ مخواہ محض انذاری خبر بنائے ہوئے ہیں۔ حالانکہ خدا کی طرف سے تو کوئی شرط نہیں تھی کہ یہ انذاری خبر ہے۔ اور جو چمک دکھائی گئی ہے بار بار کی وہ اس کو دونوں طرح سے سمجھا جا سکتا ہے۔ انذار کی بھی چمک ہوتی ہے اور خوشخبریوں کی بھی چمک ہوتی ہے۔

تو میرے دل میں یہ بات خدا تعالیٰ نے گاڑ دی کہ جمعہ جو فرائیڈے دی ٹینتھ آنیوالا ہے۔ الہی یا آئندہ کسی فرائیڈے دی ٹینتھ میں جماعت کے لئے ویسے ہی خوشخبری بہت بڑی دکھائی جائے گی۔ خیر اس انتظار میں اسی دن سے مجھے کچھ امید بندھی اور چونکہ جمعہ کا دن اسلامی نقطۂ نگاہ سے جمعرات کا سورج غروب ہونے پر شروع ہو جاتا ہے اور انگریزی کیلنڈر کے لحاظ سے جمعہ کا دن رات بارہ بجے تک چلتا ہے تو جیسے امید اور تمنا ہو وہ کھینچتا ہے وقت کو دونوں طرف سے۔ اس لئے میں نے اس تمنا میں، اس امید میں کہ خدا خوشخبری دکھاتے، وقت لمبا ہو جاتے، اس میں زیادہ خوشخبریاں مل سکیں، اپنے طور پر یہ اندازہ لگایا کہ جمعرات کا سورج غروب ہوتے ہی انتظار شروع کروں گا اور پھر دیکھیں خدا تعالیٰ کب کوئی خبر دکھاتا ہے۔

اس دوران منگل کے روز مجھے ہارٹلے پول (HARTLEY Pool) جانے کا اتفاق ہوا۔ ہارٹلے پول میں ہماری وہ جماعت ہے جو ایک احمدی خاتون کی کوششوں سے بنی، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ۔ اور وہ چونکہ صرف خواتین میں تبلیغ کر سکتی تھیں اس لئے شروع میں صرف خواتین کی جماعت بنی شروع ہوئی۔ خواتین اور بچوں کی۔ پھر انہوں نے اپنے خاوند کو بھی تبلیغ کی یعنی تبلیغ بنایا۔ اور مجھے یہ انہوں نے ان کو کچھ کے دیئے کہ شرم کرو تمہاری بیوی بہت آگے بڑھ گئی اور تم پیچھے ہو۔ وہ طبعاً بڑا مخلص ہیں بہت۔ اور ویسے ہی بات کرنی ان کے لئے مشکل ہے۔ لیکن وہ غیرت آتی آگئی۔ پٹھان ہیں آخر، کہ انہوں نے کہا میں بھی بنا کے دکھوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر اُن کے خاوندوں کو بھی تبلیغ شروع ہوئی۔ وہ بھی شامل ہونا شروع ہوئے۔ وہ ایک خاندان تھا وہاں اس وقت جب میں یہاں آیا ہوں ۱۹۸۴ء میں اور اب وہاں خدا کے فضل سے

دس خاندان احمدیت کے قائم ہو گئے ہیں

ان میں سے غالباً ایک یا دو پاکستانی باہر سے آئے ہیں۔ باقی سب مقامی انگریز خاندان ہیں۔ تو منگل کے دن وہاں جانا ہوا ایک۔ اور خوشخبری ملی جس کا پیر ہی سے تعلق تھا۔ اس سے پہلے ایک انگریز خاتون کا خط آیا تھا کہ مجھے تو احمدی ہو گئی ہوں لیکن میرے خاوند نہیں مانتے۔ اور ان کے متعلق ایک اور ذریعہ سے اطلاع ملی تھی کہ ان کے لئے کافی پریشانی ہے۔ کیونکہ ان کے خاوند نے جو بیمار ہیں وہ بیچاری ناز رکھنے بارہ سال سے مسلسل ان کی خدمت کی ہے وفا کے ساتھ۔ اور قطعاً اس سے جی نہیں چرایا۔ لیکن ان کے مسلمان ہونے کا ان کو اتنا صدمہ پہنچا کہ انہوں نے طلاق کی دھمکی دیدی کہ اب میں یہ برداشت نہیں کر سکتا تمہاری تکلیف جو کچھ ہے ٹھیک ہے۔ میں ہر طرح سے پہلے سے برداشت کر دوں گا۔ لیکن تم مسلمان ہو جاؤ یہ نہیں ہو سکتا۔ ان کو میں نے لکھا کہ ان کو لے کے تو آؤ جہاں تک ان سے گفتگو ہو سکے۔ تو وہ ہمارا احمدی بھائی ان کو لے کے آیا ساتھ۔ اور گفتگو کے بعد مجھے کافی ان کے دل میں تبدیلی نظر آئی۔ کافی نرمی پیدا ہوئی خدا کے فضل سے۔ اب جب میں وہاں منتقل کر گیا سوال و جواب کی مجلس میں تو انہوں نے مجھے خوشخبری بنائی کہ میں گزشتہ پیر کو میں بھی مسلمان ہو گیا ہوں اللہ کے فضل سے اور باقاعدہ فارم بیعت پر دستخط کرنے والے ہیں وہ آج مجھ سے کروالیں۔ اور وہیں سوال و جواب کی مجلس میں ایک اور خاتون اپنے بچوں سمیت، وہ بھی خدا کے فضل سے احمدی ہو گئیں۔ ان کی اطلاع پہلی ہوئی تھی۔ اس لئے فائدہ نہیں تھا۔ لیکن ایک اور شخص سے ان کی دوسری شادی کا تجربہ ہوئی تھی۔ وہ اس کو بھی ساتھ لے آئیں کہ اس کے کان میں بھی کوئی بات پڑے۔ چنانچہ وہ اس نے بھی اپنے انہوں نے یہ سوال و جواب سنے۔ اور آج جمعہ کے دن ان کی بیعت کی بھی اطلاع مل گئی ہے خدا کے فضل سے۔

تو مسلسل خوشخبریاں یہ خوشخبریاں آتی ہوئیں۔ لیکن ایک سب سے بڑی خوشخبری ابھی آپ کو بتانے والا باقی ہے۔

(۱۰ ر جمعۃ المبارک)

جس کا تعلق FRIDAY THE 10TH سے ہے

ایک بہت بڑے مسلمان راہنما جن کا اتنا وسیع اثر ہے کہ کروڑوں مسلمان ان کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ انہوں نے بڑی کتب لکھیں۔ بہت بڑے عالم دین، کئی زبانوں کے ماہر، اور بہت بارسوخ انسان ہیں ان سے کچھ عرصہ پہلے جمعرات کی شام کو ملاقات مقرر ہوئی تھی لیکن یہ کچھ عجیب تصرف ہے اللہ تعالیٰ کا کہ کسی وجہ سے تاخیر ہوتے ہوتے جب تک جمعہ شروع نہیں ہو گیا وہ ملاقات بھی شروع نہیں ہوئی۔ میں اس کے سلسلے میں فکر مند تھا اس نقطۂ نگاہ سے کہ بظاہر باتیں انہوں نے احمدیت کے متعلق سنی ہوں گی۔ اور چونکہ ان سے ملاقات اس نقطۂ نگاہ سے بڑی اہم ہے کہ بہت بڑی تعداد یعنی کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے میں ہمیں سہولت ہو جائے گی۔ اگر ان کے اوپر نیک اثر پڑے تو فکر مند تھا، دعا بھی کی اور اس مجلس میں اپنے دو احمدی مخلص عرب دوستوں کو بھی شامل کیا تاکہ ان کی بات کا بھی اچھا اثر پڑے۔ جب ہماری ملاقات شروع ہوئی تو عین سورج غروب ہوا جب، تو اس وقت اتفاق ایسا ہوا، اتفاق نہیں بلکہ تصرف کہنا چاہیئے کہ میں سات بجے سے انتظار کر رہا تھا مگر آٹھ بجے سے پہلے ملاقات نہ ہو سکی جو سورج غروب ہوا

اور جمعے کا دن شروع ہوا

ملاقات کے دوران یہ نظر آیا کہ انہوں نے جماعت کے متعلق کوئی دوسروں سے باتیں سنی ہوئی ہیں جماعت کے متعلق کوئی علم نہیں۔ یعنی ذاتی علم براہ راست اور ان کا رویہ بھی درمیانہ سا تھا۔ یعنی شریف انسان، تعلیم یافتہ۔ اس لئے بغض کا اظہار تو بہرحال نہیں کر رہے تھے۔ لیکن ایک خشک سا تعلق جس طرح ہوتا ہے کوئی قلبی تعلق نہ ہو، کوئی دلچسپی نہ ہو۔ لیکن رفتہ رفتہ جب باتیں شروع ہوئیں تفصیل سے، سارے مسائل ان کے سامنے میں نے بیان کئے۔ جماعت کیا ہے؟ کیا کر رہی ہے؟ اور امام مہدی کا ذکر کیا۔ دعویٰ کیا ہے؟ دوسرے مسلمان کیوں مخالف ہیں؟ اور انہوں نے اشارۃً، براہ راست کہہ کے تو نہیں مگر اشارۃً اس طرح کیا کہ کوئی دلیل بھی ہونی چاہیئے۔ تو میں نے پھر ایک دو دلائل بھی دیئے ان کو اور اس دوران ان کی شکل تبدیل ہونی شروع ہوئی۔ یعنی محبت کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے واضح۔ اور دیکھتے دیکھتے یوں لگا جیسے دل پگھل جاتا ہے۔ ایک آدھ گھنٹہ اور دو باتیں انہوں نے ۔۔ بڑے کام کی ہیں، کہیں۔ ایک یہ کہی کہ میں یہ اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں آنے کا موقعہ دیا۔ کیونکہ کانوں سے سنی ہوئی باتیں بسا اوقات جھوٹی نکلتی ہیں۔ جب تک آنکھیں نہ دیکھ لیں اس وقت تک انسان کو صحیح پتہ نہیں لگ سکتا۔ اور آج مجھے خدا نے موقعہ دے دیا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اور خود پتہ کر لوں کہ آپ کیا لوگ ہیں۔ دوسرا ایک بڑا ہی معنی خیز فقرہ انہوں نے کہا جس سے مجھے بہت ہی دل میں امید پیدا ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک لمبے عرصے سے میں اسلام کا تاریخی مطالعہ کر رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر اب تک کا۔ اور میں نے ہر طرف نظر دوڑائی اور خوب چھان پھٹک کی خوب تلاش کی۔ لیکن جس چیز کی مجھے تلاش تھی مجھے ملی نہیں

آج مجھے وہ مل گئی ہے

اس سے یعنی بیعت تو انہوں نے نہیں کی۔ لیکن اتنا حیرت انگیز فقرہ تھا، ایک عالم کا، اتنے بڑے عالم اور اتنے بڑے لیڈر کے منہ سے نکلا ہوا۔ اتنا معنی خیز ہے کہ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ یہی وہ خوشخبری تھی جو پیر کے دن خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ فرائیڈے دی ٹینتھ FRIDAY THE 10 TH صرف جلال لے کے نہیں آئے گا بلکہ جمال لے کے بھی آئیگا۔ اور احمدیت کی ترقی کے لئے انشاء اللہ نئے نئے دروازے کھولے گا۔

تو جماعت کو میں یہ خوشخبریاں اس لئے شامل کر رہا ہوں کہ تکلیف دہ خبریں دیر سے آپ سنتے ہیں، دل دعاؤں کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن حمد کے ساتھ بھی تو دل دعاؤں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ حمد اور شکر سے دل بھرتا ہے۔ تو اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کے مصداق کہ ؎

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز

جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

تو کبھی ایسی باتیں بھی آپ کو بتانی چاہئیں کہ غم اغیار کا جھگڑا کچھ دیر کے لئے کٹ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل لبریز ہو جائیں، اور حمد و ثناء کے ساتھ دعائیں نکلیں۔ اس لئے دعائیں کریں۔ معلوم یہ ہوتا ہے خدا کی تقدیر بڑی تیزی سے جماعت احمدیہ کو اس عظیم عالمی انقلاب کی طرف لے کے

جا رہی ہے۔ ہمیں کا لانا ہمارے قبضۂ قدرت میں نہیں ہے۔ مگر خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور نئی صدی میں داخل ہونے سے پہلے خدا عظیم الشان دروازے کھولنا چاہتا ہے جماعتِ احمدیہ پہ ترقیات کے۔ اور ان کے لئے تیاری کی خاطر میں آپ کو بار بار مختلف نصیحتیں کرتا رہا ہوں۔ آئندہ بھی پھر اسی مضمون کو لوں گا کہ تقویٰ کا دوسرا پہلو کیا ہے؟ جس کا خوف سے تعلق ہے۔ اور اس سلسلے میں مزید جماعت پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

بہر حال آج تو حمد و ثناء کا جمعہ ہے خاص طور پر

اور خوب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اور بھی ان راہوں کو وسیع کر دے۔ آج بھی خدا کے فضل کے ساتھ ایک بہت ہی اہم مسلمان لیڈر سے ملاقات ہے۔ جو کسی پہلو سے بھی اپنی اہمیت میں پیچھے نہیں ہیں۔ اور اس کے لئے بھی دعا کریں خدا توفیق عطا فرمائے کہ اس رنگ میں ان کے سامنے نقطۂ نگاہ پیش کر سکوں کہ اُن کے ذریعہ بھی ہمیں بڑی بڑی وسیع قوموں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملے۔

خطبہ ثانیہ:۔

اس سے پہلے میں، ذہن چونکہ ان باتوں میں گھوم رہا تھا جو میں خطبے میں بیان کرتا رہا ہوں۔ اس لئے از خود پڑھتا رہا ہوں، یہ دعائیں۔ ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خوشخبریوں میں ہی ابھی پھنسا ہوا تھا۔ تو اس لئے دو دفعہ زبان بہکی۔ اور دوسری طرف چلنے لگی تھی۔ اس دو خطبوں کے درمیان میں نے چند ایسے وفات شدہ دوستوں کے جنازوں کا اعلان کرنا تھا جن کی نمازِ جنازہ ابھی انشاء اللہ، غائبانہ نمازِ جنازہ جمعے کے بعد ہوگی۔

ایک تو ہمارے بہت ہی مخلص انڈونیشیا کے دوست تھے جو سائوتھ سولا واسی کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ اور ایک علاقہ کے جماعت کے سیکرٹری تبلیغ تھے بڑے مخلص فدائی احمدی مکرم عمر عبداللہ صاحب۔ ان کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔

دوسرے ہماری جماعت انگلستان کے مخلص خادم، یا انصار میں ہیں اب تو، شمیم احمد خان صاحب، اور ڈاکٹر نعیم احمد خان صاحب، ان کے بھائی کراچی میں ہیں۔ ان کے والد بھی پرانے سلسلے کے بزرگ، والد ماجد بھی کراچی میں وفات پا گئے ہیں۔ شمیم احمد خان انصار اللہ یوکے کے نائب زعیم اعلیٰ بھی ہیں۔ ان کے والد بڑے پرانے بزرگ تھے سلسلے کے۔ بہت ہی فدائی اور مخلص۔ ان کی بھی اطلاع ملی ہے وفات کی۔

اسی طرح ہمارے اسیر راہِ مولیٰ ملک محمد دین صاحب جو بڑی عمر کے ہیں اور اس وقت ساہیوال جیل میں ہیں۔ ان کی بیگم کی وفات ہوئی مکرمہ حفیظ بیگم صاحبہ کی۔ اور یہ سابق ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس تھے۔ لیکن جہاں احمدیت کی دشمنی آ جاتی ہے وہاں پھر یہ باتیں ساری کوئی اثر نہیں دکھاتیں۔ بڑی تگ و دو کے بعد ان کے لئے تین گھنٹے کی اجازت ملی جیل سے۔ وہ زنجیروں میں ہی ہتھکڑیوں میں آئیں اور بیوی کا منہ دیکھ لیں آخری دفعہ۔ تو اُن کی بھی وفات کی بڑی دردناک اطلاع ہے۔ اس لئے ان کی بھی نماز جنازہ غائب جمعے کے معاً بعد ہوگی۔

ایک اور ہمارے سلسلے کے معروف دوست ایک لمبے عرصے سے امریکہ میں بیماری کے دن کاٹ رہے تھے اس لئے نظر سے غائب رہے۔ ورنہ کراچی جماعت کے تو بہت ہی معروف اور ہر دلعزیز دوست تھے۔ ملک بشیر احمد صاحب نیو وے (NEW WAY) والے۔ جنہیں وہاں نیو وے ڈرائی کلیننگ (NEW WAY DRY CLEANING) کی دکان وغیرہ تھی۔ جب انہوں نے نیو وے ڈرائی کلیننگ کی دکان کھولی ہے تو اس وقت کے لحاظ سے وہ سب سے جدید مشین تھی۔ بڑا شور پڑ گیا تھا کہ کراچی میں بہت ہی عظیم الشان ایک ڈرائی کلیننگ کا انتظام ہوا ہے۔ بڑے دلچسپ، مرنجان مرنج انسان تھے۔

تو یہ چار ہیں نمازِ جنازہ کی خبریں جن کی نمازِ جنازہ غائب انشاء اللہ جمعے کے بعد ہوگی۔

اخبارِ قادیان

مقامی طور پر قادیان میں رمضان المبارک کی گہما گہمی اور رونق آخری عشرے میں آکر دوبالا ہوگئی ہے۔

بعد نمازِ عصر مسجد اقصیٰ میں درسِ قرآن مجید کے تسلسل میں ۱۷ر تا ۱۹ر رمضان محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے درس دیا۔ بعدہٗ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب درس دے رہے ہیں۔

بعد نمازِ فجر مسجد مبارک میں ۱۱ر تا ۲۰ر رمضان محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے درسِ حدیث دیا۔ بعدہٗ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب درس دے رہے ہیں جبکہ مسجد اقصیٰ میں ۱۲ر تا ۲۲ر رمضان محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے درس دیا اور اب محترم مولوی آفتاب احمد صاحب حدیث کا درس دے رہے ہیں۔

اسی طرح ہر دو مساجد میں نمازِ تراویح باقاعدہ ادا کی جا رہی ہے۔ مسجد مبارک میں مکرم قاری نواب احمد صاحب اور مسجد اقصیٰ میں مکرم حافظ مظہر احمد صاحب طاہر پڑھا رہے ہیں۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں بفضلہ تعالیٰ ہر دو مساجد میں ۵۷ مردوں اور خواتین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ کی پیروی میں اعتکاف بیٹھنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو مقبول دعاؤں کی توفیق بخشے۔

مقامی طور پر مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش۔ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل درویش۔ مکرم مرزا محمود احمد صاحب درویش اور مکرم مولوی امیر احمد صاحب درویش نیز مکرم مولوی عبدالرؤف صاحب تیر بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان سب کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست ہائے دعا

● ۔ مکرم بشیر احمد صاحب مشتاق ابن مکرم مولوی شیخ عبداللہ صاحب کی صحت چند دنوں سے ناساز ہے۔ پیٹ کی تکلیف ہے کامل صحت کے لئے۔ ● ۔ محترمہ رحمت بیگم صاحبہ راؤ ل کیلہ اڑیسہ سے مبلغ دس روپے اعانت بدر میں ارسال کرتے ہوئے اپنے بیٹے کی کامل شفایابی صحت و سلامتی و درازی عمر کے لئے۔ ● ۔ مکرم عبدالرشید صاحب مینجر شاہ نواز میڈیکل سٹور لاہور، مکان کی تکمیل اور مالی مشکلات کے ازالہ اور اپنی بیٹی کی کامل صحت کے لئے۔ ● ۔ مکرم عبدالمالک صاحب لاہور سے محترم راجہ غالب احمد صاحب کی کامل صحت کیلئے جو بعارضہ قلب بیمار ہیں، محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کی کامل صحت اور اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے اور محترم عبدالستار صاحب کے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور کاروبار میں برکت کے لئے۔ ● ۔ مکرم خلیق بن فائق صاحب ربوہ سے اپنی بیٹی کی کامل و عاجل شفایابی اور صحت و سلامتی کے لئے جسے ہر دو ماہ بعد خون دینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ● ۔ مکرم الحاج محمد عبدالقیوم صاحب لکھنؤ سے منوہر لال کپور صاحب آف لکھنؤ کی طرف سے مبلغ دس روپے اعانتِ بدر میں بھجواتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اور اُن کے اہل و عیال کو ہر شر سے محفوظ رکھے نیز موصوف کو ہدایت ملنے کے لئے۔ ● ۔ عزیز شکیل احمد صاحب آف شیموگہ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان اپنی والدہ محترمہ کی صحت و سلامتی اور دکانوں کے مقدمات میں کامیابی کے لئے۔ ● ۔ مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان اپنی والدہ محترمہ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازی عمر کیلئے۔ ● ۔ مکرم ظہور حسین صاحب دانی پردہ مدھیہ پردیش سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے حصول اور ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے ۔۔۔ قارئین کرام ماہ رمضان المبارک میں خاص طور پر ان سب درخواست دہندگان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مشکلات و بیماریوں کو دور فرمائے اور جملہ نیک خواہشات کی تکمیل فرمائے۔ آمین

(اِدارہ)

شانِ دائم رہے قائم خلافت کا نظام

فضل کے دریا ہیں جاری، بارشِ رحمت ہے عام
موسمِ گل ہیں معطر ہے فضائے صبح و شام

روح افزا ہے مگر دائم ترے عرفاں کا جام
زندگی بخشندہ ہے تیرا ہی پاکیزہ کلام

سب سے بالا تیرا در ہے، سب سے اونچا تیرا بام
اے سراپا خیر و برکت، یا مہیمن یا سلام

پیار سے دیتا ہے پیاروں کو محبت کا پیام
تاکہ مستحکم رہے دنیا میں روحانی نظام

خیریت سے فیجِ اعوج کا ہوا جب اختتام
خود ہی فرمایا ہدایت کا جہاں میں اہتمام

عرش سے فرش کی جانب ہو گئے محوِ خرام
نور کے پیکر، اطاعت کیش، وہ اعلیٰ مقام

دین کی تجدید و احیاء کے لئے بالاحترام
بچ گیا نظروں میں اُن کی شاہِ بطحیٰ کا غلام

احمدِ ہندی، حبیبِ کبریا کا ظلِ تام
پیکرِ صدق و صفا، مدحت گرِ خیر الانام

مہدیِ والا گہر، سرخیلِ عشاقِ کرام
وہ جری اللہ، سلطان القلم ذی احتشام

ہر طرف تھا دشمنانِ دینِ حق کا ازدحام
ہر سمت اندھیرا تھا، اور جا بجا باطل کے دام

عابدوں کا عجز، تقویٰ و طہارت سے تہی
زاہدوں کا زہد بالکل آپ بخ بستہ سے غام

نام کے علماء فقط دلدادۂ نام و نمود
پُر خوری و خوابِ غفلت رات دن مرغوب کام

عیسیٰؑ دوران و مہدیؑ، خیرِ اُمت کے امام
ہو گئے مبعوث اپنے وقت پر بالالتزام

آپ کی نوکِ قلم کی ضربِ کاری سے تمام
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی الحاد کی خاطم حسام

حسبِ فرمانِ نبیِ محتشمؐ، شایانِ شان
ہو گیا قائم جہاں میں پھر خلافت کا نظام

مہدیِ موعودؑ تجھ پر روز و شب لاکھوں سلام

○

(محتاجِ دعا۔ خاکسار عبد الرحیم راٹھور)

امامِ وقت کے حضور!

اُٹھا ہے فرعون گر مٹانے کو نامِ پاکِ خدائے برتر
تو صف بصف ہیں خدا کی جانب سے بیرزائے غلام کہنا

نہ سازو سامان۔ نہ تاج و افسر۔ نہ زیبِ تن ہیں سلاح و بکتر
سجائے سینوں پہ پھر رہے ہیں۔ خدائے واحد کا نام کہنا

قوی ہے دشمن تو ہم کو کیا غم۔ کہا ہے تم نے کہ ربِّ عالم
قدیر و قادر ہے۔ مقتدر ہے۔ عزیز ہے۔ ذو انتقام کہنا

شہانِ عالم کا منتہیٰ تھا حصولِ آبِ حیاتِ دنیا
گدائے احمدؑ کی ابتدا ہے۔ مئے شہادت کا جام کہنا

وہ سر ہی کیا جو گریں نہ کٹ کر خدا کے گھر کی مدافعت میں
جہاں پہ ہوتی ہے صبر کی حد۔ وہ آ رہا ہے مقام کہنا

خدا کی نصرت اگر ہو شامل۔ تو ہیں ابھی جاں نثار باقی
کہ دینا آتا ہے بے لگاموں کے منہ میں جن کو لگام کہنا

گھڑی کٹھن ہو گی ظالموں پر۔ جو اذنِ مولیٰ سے راہِ حق میں
ستم رسیدوں کی تیغِ بُرّاں۔ کبھی ہوئی بے نیام کہنا

خدا کا دشمن تو خاک ہوگا۔ مگر یہ حسرت ہے عاجزوں کی!
ہماری ٹھوکر کی زد میں آ کر۔ ہو کام اُس کا تمام کہنا

○

(ستمبر ۸۴ء کی احرار کانفرنس کے موقعہ پر) طالبِ دعا: وقیع الزمان لاہور

دسمبر ۱۹۶۷ء میں قادیان دارالامان کا جلسہ سالانہ دیکھنے کے بعد

دارالامان دیکھا!

فضلِ خدا سے ہم نے پھر قادیان دیکھا — دار المسیح دیکھا، دار الامان دیکھا
ہر عدیہ جلوہ گر تھا پھر لنگرِ مسیحا — درویش بھائیوں کے ہاتھوں میں نان دیکھا
ہائے وہ دل کی دھڑکن اور مضطرب نظر جب — مینارۂ مسیحا، عظمت نشان دیکھا
آ تار ہا تصور خطبات دلنشیں کا — فضلِ عمرؓ کو گویا محوِ بیان دیکھا
آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے اُبل رہے تھے — جب روضۂ مسیحِ آخر زمان دیکھا
مینار کی اذاں نے پھر دل لوٹ لئے ہمارے — اقصیٰ میں ذاتِ باری کا آستان دیکھا
پھر مرجعِ خلائق تھی مسجدِ مبارک — بیت الدعا میں ہم نے پھر دلستان دیکھا
اسود ہوں یا کہ ابیض پروانہ وار پہنچے — گلہائے دلربا کا اک گلستان دیکھا
وہ باہمی محبت ہر جا نزولِ رحمت — اک شہر ہم نے گویا جنت نشان دیکھا
وہ شوقِ میزبانی وہ خدمتوں کے جذبے — درویش بھائیوں کو جب میزبان دیکھا
بوڑھا ہو یا جواں ہو حبشی ہو یا میرزا ہو — باغِ جناں کا سب کو اک پاسبان دیکھا
ایثار و جاں نثاری اور جذبۂ اخوت — ان خوبیوں کا حامل پیر و جوان دیکھا
پیغامِ ناصرِ دیں سن کر فدائیوں نے — گویا کہ اپنا آقا شیریں زبان دیکھا
موعود قافلہ کے پیغامِ دلربا میں — دینِ محمدی کا اک راز دان دیکھا
لہرا رہا تھا پرچم ہم یشان سے فضا میں — جس کے جلو میں ہم نے اک کارواں دیکھا
کچھ یار کے فسانے کچھ پیار کے ترانے — سب و عظوں کو ہم نے شیریں بیان دیکھا

شبیر کوئے جاناں کا حال کیا بیاں ہو
المختصر کہ ہم نے دار الامان دیکھا

○

(از محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال ثانی۔ ربوہ)

خلافتِ راشدہ اور جماعت احمدیہ

شیعہ حضرات کے لئے بھی لمحۂ فکریہ!

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جماعت احمدیہ قرآن مجید میں سورۂ نور کی آیتِ استخلاف کے ماتحت یہ یقین رکھتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کو علی الترتیب مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا۔ اور یہ چاروں بزرگ خلفائے راشدین اور اعلیٰ درجہ کی روحانی و اخلاقی استعدادوں و صفات کے مالک تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ خلافتِ راشدہ کے بارے میں اپنی عربی کتاب "سرّ الخلافہ" میں فرماتے ہیں:-

(۱) خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ امر ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت فاروق عمر خطاب رضؓ اور حضرت عثمان غنی رضؓ سب اہلِ صلاح اور اہلِ ایمان تھے۔ اور یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور میں برگزیدہ فرمایا۔ اور اپنے روحانی انعامات سے انہیں نوازا۔"

(سرّ الخلافہ ترجمہ از عربی عبارت)

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"یہ بات یقینی ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ اسلام کے لئے اور نبیوں کے لئے باعث فخر ہیں ...... اور جو شخص آپ رضؓ کی مخالفت کرتا ہے۔ اُن سے دشمنی رکھتا ہے وہ اپنے اوپر حق کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جب تک وہ حضرت ابوبکر رضؓ کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتا وہ رحمتِ الٰہی کا دروازہ اپنے اوپر کھلا نہیں سکتا۔"

(سرّ الخلافہ)

(۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:-

"حضرت علی رضی اللہ عنہ متقی اور پاک تھے اور آپ اُن لوگوں میں سے تھے جو خدا کے بہت محبوب ہوتے ہیں اور آپ اعلیٰ گھرانے میں سے تھے اور آپ رضؓ اللہ تعالیٰ کے غالب شیر تھے اور خدائے مہربان کے سپاہی تھے۔"

(۴) اسی طرح حضرت علی رضؓ اور اُن کے زمانے کی لڑائیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"وَ اِنَّ الْحَقَّ مَعَ الْمُرْتَضٰی وَمَنْ قَاتَلَهٗ فِیْ وَقْتِهٖ فَبَغٰی وَطَغٰی۔" (سرّ الخلافہ)

کہ حق یہ ہے کہ سچائی اور راستبازی حضرت امام علی المرتضیٰ رضؓ کے ساتھ تھی اور ان کے عہدِ خلافت میں جس نے ان کے خلاف جنگ کی اس نے بغاوت کی اور سرکشی اختیار کی۔

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ خلافتِ راشدہ کے قیام و ترتیب میں جماعتِ احمدیہ اور اہلِ سنت والجماعت کے موقف و اعتقاد میں اتحاد و اتفاق ہے۔ مگر خلافت کے بارے میں شیعہ حضرات کا اعتقاد سوادِ اعظم کے خلاف ہے۔ ان کے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صرف حضرت علی رضؓ خلیفہ راشد اور بلافصل ہیں۔ اور پہلے تین خلفاء کرام یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان غنی رضؓ منصبِ خلافت و امامت میں حق پر نہ تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جماعتِ احمدیہ اور باقی مسلمان حضرات، بمطابق ارشادِ ربّانی "رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے بارے میں یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی و خوش تھا جبکہ ہمارے شیعہ بھائی خلفائے ثلاثہ کی خلافتِ حقہ کے نہ صرف منکر بلکہ رضائے الٰہی کے خلاف ان سے ناخوش ہیں۔

حضرت علی رضؓ نے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر رضؓ کی بیعت کی۔

شیعہ حضرات کی ایک معتبر کتاب "منار الہدیٰ" مؤلفہ شیخ علی البحرانی صفحہ ۳۷۲ پر حضرت علی المرتضیٰ رضؓ کا ایک اہم اور تاریخی خطبہ درج ہے جس میں حضرت علی مرتضیٰ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے از خود حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی بیعت کی تھی۔ چنانچہ اس عربی خطبہ کا اردو ترجمہ قارئین کے ازدیادِ علم کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو مسلمانوں نے آپؐ کے بعد امرِ خلافت میں جھگڑا کیا۔ اللہ کی قسم میرے دل میں نہیں آتا تھا کہ عرب کے لوگ خلافت کے امر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اہلِ بیت کے سوا کسی اور طرف لے جائیں گے اور نہ کبھی یہ خیال ہوا کہ وہ مجھے اس سے محروم کر دیں گے کہ اچانک مجھے یہ دیکھ کر گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ لوگ حضرت ابوبکر پر ٹوٹے پڑتے ہیں اور اُن کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں تاکہ اُن کی بیعت کریں۔ پس میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حالانکہ میں ان لوگوں سے جن کے سپرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا امر ہوا۔ آنحضرت صلعم سے اپنے مقام کی وجہ سے حقدار تھا۔ میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ایسی حالت میں رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ کچھ گروہ اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہیں اور خدا کے دین اور ملّتِ محمد کو مٹانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ تو میں ڈرا کہ اگر اب بھی میں نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی اور اُن میں کوئی رخنہ اور گراوٹ پیدا ہو گئی تو ان باتوں کی وجہ سے جو مصیبت مجھے پہنچے گی وہ تم پر حکمرانی کے کھوئے جانے سے زیادہ سخت ہو گی۔ حکومت و ولایت تو ایک چند دن کا سامان ہے پھر وہ اس طرح جاتی رہتی ہے کہ اس کا کچھ باقی نہیں رہتا جس طرح سراب جاتا رہتا ہے یا جس طرح بادل پھٹ جاتا ہے۔"

آگے فرماتے ہیں:-

"فَمَشَیْتُ عِنْدَ ذٰلِکَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَبَایَعْتُهٗ وَنَهَضْتُ فِیْ تِلْکَ الْاَحْدَاثِ حَتّٰی زَاغَ الْبَاطِلُ وَزَهَقَ وَکَانَتْ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ"

پس اس وقت میں خود چل کر ابوبکر رضؓ کے پاس گیا اور ان کی بیعت کر لی اور ان حوادث کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ باطل راہ سے ہٹ گیا اور بھاگ گیا اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا خواہ کافر اسے ناپسند کریں۔

اس کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اپنے تعلق اطاعتِ خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں:-

"حضرت ابوبکر رضؓ ان امور کے والی رہے اور انہوں نے درستی، اعتدال اور میانہ روی کا طریق اختیار کیا۔ اور میں خیر خواہی سے ان کا دوست رہا۔ اور ان امور میں جن میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، ان کا کوشش سے فرمانبردار رہا۔ اور مجھے کبھی طمع اور خواہش پیدا نہ ہوئی کہ ابوبکر رضؓ کو کوئی حادثہ پیش آوے اور امرِ خلافت جس کی میں نے بیعت کی ہے۔ میری طرف لوٹ آئے۔"

("منار الہدیٰ" مؤلفہ شیخ علی البحرانی صفحہ ۳۷۳)

قارئین کرام! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ ایک اہم خطبہ ہے اور مسئلہ خلافت میں قولِ فیصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت علی رضؓ کے اس خطبہ سے ظاہر ہے کہ گو وہ شروع میں اہلِ بیت میں سے ہونے کی وجہ سے اپنے تئیں خلافت کا زیادہ اہل سمجھتے تھے اور کچھ عرصہ تک آپ نے حضرت ابوبکر رضؓ کی بیعت بھی نہ کی مگر بالآخر اس وقت اسلام کی حالت کو دیکھ کر کہ دشمن اس کے مٹانے کے درپے ہیں۔ آپ نے خود جا کر خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر رضؓ کی بیعت کر لی اور اس طرح انہیں خلیفہ بلافصل تسلیم کر لیا۔ اور پھر زندگی بھر صدقِ دل سے نہ کہ تقیہ کے طور پر ان کی خیر خواہی اور دوستی کا دم بھرتے رہے اور پوری کوشش سے خلیفۂ وقت کی اطاعت کرتے رہے۔

شیعہ بھائیوں سے اپیل

مسئلہ خلافت کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت اور شیعہ حضرات کے اختلاف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم شیعہ بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ امام عالی مقام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا اہم تاریخی خطبہ کی روشنی میں اپنے مقدس امام کے ارشاد کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور خلفاء راشدین کے بارے میں وہی محبت و عقیدت کے طریق کو اختیار کریں جو حضرت علی رضؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ، حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کے تئیں روا رکھا تھا۔ تاکہ مسئلہ خلافت جو سنی اور شیعہ حضرات میں مابہ النزاع اور اختلافی مسئلہ چلا آ رہا ہے

بقیہ صفحہ ۳۴

صفحہ ۳۴ وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے طے ہو جائے اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد کی ایک مضبوط بنیاد قائم ہو جائے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

مقام و منصب خلافت

بزرگان سلف کے ارشادات کی روشنی میں

از مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق۔ نائب انچارج مبلغ علاقہ ورنگل

احمدیت، حقیقی اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ یہ کوئی نیا دین یا نیا سلسلہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ ہی کے غلام اور روحانی فرزند جلیل کو مسیح موعود اور مہدی دوراں بنا کر مبعوث فرمایا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اس نعمت خلافت کو جماعت احمدیہ میں جاری فرمایا جس کا سلسلہ، اسلام کی نشاۃ اولیٰ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس سال بعد منقطع ہو گیا تھا۔ کیونکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ یہ انعام خداوندی ایمان اور عمل صالح سے وابستہ اور مشروط ہے۔ چنانچہ جب خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ میں جماعت احمدیہ کو اس شرط پر قائم ہو جانے کی سعادت عطا فرمائی تو اس کے ساتھ ہی اس عظیم الشان نعمت سے بھی سرفراز فرما دیا۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ۔

خلافت کے مقام اور منصب کے متعلق جماعت احمدیہ نے جو نظریات پیش کئے ہیں، وہی مظہر نظریات ہمارے بزرگان سلف کے بھی تھے۔ خصوصاً جنہیں اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کا شرف حاصل تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اور حضرت سید اسمٰعیل شہید رح کے ارشادات پیش کئے جاتے ہیں:۔

نظام خلافت کی ضرورت و افادیت اور خلفائے راشدین کی خلافت کے ثبوت اور ان کے احسانات کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب رح نے ایک بزرگ کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہے "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء"۔ حال ہی میں غیر احمدیوں کے ایک مستند عالم دین مولوی سید ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب "تاریخ دعوت و عزیمت" حصہ پنجم میں حضرت شاہ صاحب رح کے تاریخی و تجدیدی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے مذکورہ بالا کتاب کے ضروری اقتباسات بھی اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کئے ہیں۔ ذیل میں چند اقتباس درج کئے جاتے ہیں۔

خلافت کی جامع و مانع تعریف

"خلافت اس عمومی سربراہی اور ریاست عامہ کا نام ہے جو اقامت دین کے کام کی تکمیل کے لئے وجود میں آئے اس اقامت دین کے دائرۂ کار میں علوم دینیہ کا احیاء، ارکان اسلام کا قیام، جہاد اور اس کے متعلقات کا انتظام، مثلاً لشکروں کی ترتیب، جنگ میں حصہ لینے والوں کے حصوں و مال غنیمت میں ان کا حق، نظام قضاء کا اجراء، حدود کا قائم کرنا، مظالم و شکایات کا ازالہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کی ادائیگی شامل ہے اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اور نمائندگی میں ہونا چاہیئے۔"

پھر اقامت دین کی مزید تشریح و تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جب ہم معاملات کو استقرائی نظر سے دیکھتے ہیں، جزئیات سے کلیات اور کلیات سے ایک ہی کلیہ کی طرف جو سب پر حاوی ہو منتقل ہوتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان تمام جزئیات متشتتہ اور کلیات کثیرہ کی جنس اعلیٰ اور (گویا کلیۃ الکلیات) وہ حقیقت ہے جس کا عنوان "اقامت دین" ہے جس کے ماتحت دوسری انواع و اجناس آتی ہیں، جن میں سے ایک احیاء علوم دین ہے، جس میں قرآن و سنت کی تعلیم اور تذکیر و موعظت شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (سورۃ جمعہ ۲)

وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمدؐ کو) پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور انہیں (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔"

(ازالۃ الخفاء ص ۲۱۶ بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت ۲۶۱ و ۲۶۳)

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی کتاب "منصب خلافت" میں خلافت راشدہ کے متعلق یہی مفہوم پیش فرمایا ہے جس کے اعادہ کی یہاں گنجائش نہیں۔

اب حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید رح کے بابت مقام و منصب خلافت چند زریں ارشادات پیش ہیں:۔

خلافت راشدہ نعمت ربانی ہے

"امامت تامہ کو خلافت راشدہ، خلافت علی منہاج نبوت اور خلافت رحمت بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشۂ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمت ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لئے کمال تک پہنچی اور کمال روحانی اسی رحمت ربانی کے کمال کے ساتھ نور علیٰ نور آفتاب کی مانند چمکا۔"

(منصب امامت صفحہ ۱۱ بحوالہ الفرقان مئی و جون ۱۹۶۷ء)

خلیفہ راشد سب کا مطاع ہے

"خلیفہ راشد رسول کے فرزند ولیعہد کی بجائے اور دوسرے ائمہ دین بمنزلہ دوسرے بیٹوں کے۔ پس جیسا کہ تمام فرزندوں کی سعادتمندی کا تقاضا یہی ہے کہ جس طرح وہ مراتب پاسداری و خدمت گزاری اپنے باپ کے حق میں ادا لاتے ہیں وہ بتمامہ اپنے باپ کے جانشین بھائی سے بجا لائیں اور اسے اپنے باپ کی جگہ شمار کریں اور اس کے ساتھ مشارکت کا دم نہ بھریں۔"

(منصب امامت صفحہ ۹۳ بحوالہ ایضاً)

خلیفہ راشد کی شان و عظمت

"خلیفہ راشد سایۂ رب العلمین، ہمسایہ انبیاء و مرسلین، سرمایۂ ترقی دین اور ہم پایہ ملائکہ مقربین ہے۔ دائرۂ امکان کا مرکز، تمام وجوہ سے باعث فخر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ دفتر افراد انسی کا سر ہے، اس کا دل تجلی رحمٰن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت کا دافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پرتو ہے۔ اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے۔ اس کا قہر تیغ قضا اور مہر عطیات کا منبع ہے اس سے اعراض معارضہ تقدیر اور اس سے مخالفت مخالفت رب تدبیر ہے۔ جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو خیالی ہے پُر از خلل، اور جو علم اس کی تعظیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا، سراسر وہم باطل و محال ہے۔ جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں، اس کی ہمسری کے دعویٰ سے دستبردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں۔"

(منصب امامت صفحہ ۸۶ - ۸۷)

خلیفۂ راشد سے بحث و جدال جائز نہیں

"لازم ہے کہ احکام کے اجراء اور مہمات کا انجام امام کے سپرد کیا جائے اور اس سے قیل و قال اور بحث و جدال نہ کیا جائے۔

اور کسی مہم میں خود بخود اقدام نہ کیا جائے اس کے حضور میں زبان کو بند رکھیں اور اپنی رائے سے سرانجام مقدمات میں دخل نہ دیں اور کسی طرح بھی اس کے سامنے استقلال کا دم نہ ماریں۔"

(منصب امامت صفحہ ۹۲ - بحوالہ ایضاً)

قرب خداوندی کے لئے خلیفۂ وقت کی اطاعت ضروری ہے۔

"امام وقت سے سرکشی اور روگردانی اس کے ساتھ گستاخی ہے اور اس کے ساتھ بلکہ خود رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔ الغرض اس کے توسّل کے بغیر تقرب الٰہی محض خلل اور وہم ہے اور ایک خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔ ؎

بے عنایات حق و خاصان حق
گو ملک باشد سیاہ گردد ورق

(منصب امامت صفحہ ۸۷ - بحوالہ ایضاً)

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں خلافت حقہ اسلامیہ کے منصب و مقام کو سمجھنے کی توفیق بخشے اور دیگر مسلمان بھائیوں کو بھی اس عظیم الشان نعمت خداوندی کی قدر کرنے اور اس سے متمتع ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین؟

قارئین بدر سے معذرت

کمپیوٹر کی سپلائی پورے طور پر نہ ہونے کے سبب ۷ مئی اور ۱۴ مئی کا ایک ہی شمارہ طبع کرکے ۱۴ مئی کو پوسٹ کروا دیا گیا۔ قارئین بدر معذرت کے ساتھ اس تخفیف کو قبول کریں۔ (ادارہ بدر)

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

از محترم ثاقب زیروی - مدیر ہفت روزہ لاہور - لاہور

کعب لاہوان مسلمان مفکروں اور مؤرخوں کا جنہوں نے تاریخ نویسی کا اہم ترین فریضہ درایت کی بجائے روایت کے اصولوں پر انجام دیا۔ اور واقعات سے خود ہی نتائج اخذ کرنے کی بجائے اصل واقعات کو ان کی پوری کیفیات کے ساتھ اپنے قارئین کے سامنے رکھ دینے کی تعمیری طرح ڈالی ـــــ بے شک علم تاریخ کو قوموں کی تربیت و تعمیر کے نقطۂ نگاہ سے کتنے ہی دوسرے علوم، مثلاً ریاضی - ادب - اخلاق، اور دیگر علوم طبعیہ پر جزوی فضیلت مزید حاصل ہے کہ یہ متذکرہ تمام علوم کے لئے اذہان کی زمینیں ہموار کرتا اور تازہ واردان بساطِ شعور کو ان سے کسب فیض کرنے کے لئے اکساتا ہے۔ گویا تاریخ علوم و فنون کو بھرے لاد دے کی ایک ایسی اسٹیم ہے۔ جو انسانی ترقیات اور آراستگیوں کی مشین کے خوابیدہ پرزوں کو بیدار کرتی، حرکت میں لاتی اور انہیں ترتیب و موزونیت کے ساتھ مصروفِ عمل رہنے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ انسانی طبائع میں قومی امتیازات و خصوصیات کو بیدار کرتی اور افراد کو ان کے بزرگوں کے زرّیں حالات اور نمایاں کارناموں سے روشناس کرا کے ان کے دماغوں میں ایک بابرکت قسم کا جوش پیدا کرتی ہے۔

راقم الحروف کے سامنے آج اسی قابلِ ذکر اور نتیجہ خیز واقعات سے بھرپور تاریخ کا ایک ایسا ورق ہے جس پر توحید کے ایک ایسے متوکل پرستار زندگی کے واقعات من و عن ایسے صاف اور واشگاف انداز میں درج ہیں کہ ان پر نفس کی ملونی کی کوئی حاشیہ آرائی نظر آتی ہے نہ خوش آئند تأثر و ردِّ عمل کی پیش بندی کے لئے کسی قسم کی کوئی اچھی تقریظ آرائی۔

توکل کی ایک ایسی چلتی پھرتی تصویر

•۔ جس کی ساری زندگی علم و تعلّم اور انسانیت دوستی ہی میں گزری۔

•۔ جس نے تمام عمر فی الواقعہ صرف ایک ہی ہستی کی پرستش اور عبادت کی ۔ یعنی خدائے واحد کی ـــ اور صرف ایک ہی انسان سے دلی مودّت و عقیدت کا رشتہ قائم و استوار رکھا۔ یعنی رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پھر آپ کے بعد ان تمام ہستیوں سے اسی قرب کے مطابق رغبت و ارادت پیدا کی۔ جس قدر قرب انہیں خدائے واحد اور اس کے محبوبِ کبریا سے تھا۔

•۔ جس دلیر اور جری کا عشقِ قرآن نہ فلسفہ جدیدہ سے مرعوب ہوا۔ نہ یورپی ترقیات ہی اس کے آفاقی مطمعِ نظر کی جلاؤں کو ماند کر سکیں

•۔ جو اوّل و آخر قرآن ہی کا عاشق اور خادم تھا

•۔ جو حسب نسب کے لحاظ سے پینتیسویں ۳۵ پشت میں اسلام کے جلیل القدر خلیفہ فاروقِ اعظمؓ سے ملتا تھا۔ جس کے اسلام لانے کے لئے خود محبوبِ خدا نے بارگاہِ ایزدی میں گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اور

•۔ جس کی گزشتہ دس پشتوں سے خاندان کا ہر سربراہ اعلیٰ حافظِ قرآنِ پاک چلا آرہا تھا۔

•۔ جس کا نام نور الدین تھا۔ اور جو اس درجہ اسم بامسمّیٰ تھا۔ کہ ایک دفعہ خود اس کے ہادی و مرشد نے اپنے سلسلہ کے حق میں (اس کا ذکر کرتے ہوئے) ان الفاظ میں دعا مانگی تھی ہے

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

•۔ جو قرآن جانتا تھا

جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ توفیق اور زعم عطا کیا کہ وہ قرآن جانتا ہے اور جو زندگی بھر تمام دینی و دنیوی الجھنوں کا حل اللہ تعالیٰ کے اسی پاکیزہ و منزّہ کلام سے اس تحدّی اور حمیّت کے ساتھ پیش کرتا رہا کہ علومِ جدیدہ اور ان میں مہارت و دسترس کے داعی ہمیشہ انگشت بدنداں رہ جاتے تھے

جو اپنے رب اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ذرہ بھر شرک کو بھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔

•۔ جس کا دل مسلمانوں کے قومی انحطاط پر سوگوار اور ہمہ وقت اس کے ازالہ کے لئے مصروفِ کار رہتا تھا۔ کس قدر کرب ہے اسلام کے اس شیدائی کے ان تبصروں میں جو اس نے اپنی بعض مجالس علم و عرفان میں فرمائے!

"ـــ کشمیر میں جذامیوں کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن آیا۔ وہاں کل ایک سو چار جذامی تھے جن میں سے ننانوے ۹۹ مسلمان تھے۔

میں نے مختلف اضلاع کے جیلخانوں کے داروغوں سے دریافت کیا ہے معلوم یہی ہوا کہ قیدیوں میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ایک شہر میں کل ۵۳۳ قیدی تھے۔ ان میں سے صرف ۱۳ ہندو تھے۔ اسی ضلع کے مدرسوں میں کل چودہ سو ۱۴۰۰ لڑکے پڑھتے تھے جن میں صرف چودہ ۱۴ مسلمان تھے ـــ تم غور کرو اور سوچو اور خدا تعالیٰ سے استغفار کرو اور ڈرو۔"

لاہور میں جب ایک لیکچر سنا جس میں لیکچرار کہہ رہا تھا کہ

"ـــ میں حساب کے امتحان میں فیل ہوتا رہا ہوں اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ میں مسلمان ہوں ـــ"

تو اپنے گرد بیٹھے ہوئے احباب سے فرمایا:-

"مجھے یہ شخص مسلمان معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ "لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ" بھلا مسلمانوں سے زیادہ کون حساب جان سکتا ہے۔"

مختصر سوانح حیات

نور الدین ـــ جو ۱۲۵۸ھ ہجری مطابق ۱۸۴۱ء میں پنجاب کے ایک تاریخی قصبہ بھیرہ میں پیدا ہوا۔ جس نے ماں کی گود ہی میں قرآن کریم پڑھا اور پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور سنیں اور پھر علمِ دین کی اس چینک نے جس کے قلب و روح میں اس کے حصول کی ایسی لگن اور تڑپ پیدا کر دی کہ سارا ہندوستان چھان مارا اور وہ ہر اس دہلیز پر دوڑتا ہوا جا پہنچا۔ جہاں سے کسبِ فیضِ علم کی ذرہ بھر بھی امید تھی۔ اس تڑپ میں

•۔ مسافرت کی ٹھوکریں بھی کھائیں۔

•۔ اغیار کے طعنے بھی سنے۔

•۔ مزاج کی درویشی و قلندری بھی مطعون ہوئی۔

لیکن دو باتیں ہر رنگ اور ہر حال میں برقرار و استوار رہیں۔

اوّل :- اللہ العالمین کی ذات اور اس کی نصرت و تائید پر توکل اور

دوم :- علمِ دین میں مہارتِ تامہ حاصل کرنے کی لگن۔

یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں قرآن شریف کے درس و تدریس کا فریضہ اس حسن و خوبی سے انجام دیا کہ عربی الاصل اس عجمی کی کبریا و حبیب کبریا کے دین سے لگن پر قربان ہو ہو گئے۔ ذرا دیکھئے تو یہ بدوی مزاج عاشقِ رسول اپنی حصولِ علم کی اس مہم کی ایک کڑی کس طرح مزے لے لے کر بیان کرتا ہے۔

"ـــ کچی سڑک اور گرمی کا موسم۔ گرد و غبار نے مجھے خاک آلودہ کر دیا تھا۔ کہ میں لکھنؤ پہنچا۔ جہاں وہ گاڑی ٹھہری۔ وہاں اترتے ہی میں نے حکیم صاحب کا پتہ پوچھا۔ خدائی عجائبات ہیں کہ جہاں گاڑی ٹھہری، اس کے سامنے ہی حکیم صاحب کا مکان تھا۔

میں اسی وحشیانہ حالت میں اس مکان میں جا گھسا۔ ایک بڑا ہال نظر آیا۔ ایک فرشتہ خصلت دلربا حسین۔ سفید ریش۔ نہایت سفید کپڑے پہنے ایک گدیلے پر دو زانو بیٹھا ہوا پیچھے اس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے۔ سامنے پان دان۔ خاص دان قلم دوات۔ کاغذ دھرے ہوئے۔ ہال کے کنارے کنارے (جیسے کوئی التحیات میں بیٹھتا ہے) بڑے خوشنما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ نہایت براق چاندنی کا فرش اس ہال میں تھا ـــ مشرقی دروازہ سے (اپنا بستہ اس دروازے ہی میں رکھ کر) حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا قصد کیا۔ گرد آلودہ پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اس نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا۔ مگر حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہنچا۔ اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے "السلام علیکم" کہا۔ جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تھی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم صاحب نے زور سے یا دبی آواز سے "وعلیکم السلام" کہا ہو۔ مگر ہاتھ بڑھانے سے انہوں نے ضرور ہی ہاتھ بڑھایا۔ اور خاکسار نے خاک آلودہ ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے اور میں دو زانو بیٹھ گیا۔ یہ میرا دو زانو بیٹھنا بھی اس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب ہوا، اس سے متاثر ہو کر ایک شخص نے اسی وقت مجھ سے کہا کہ

"آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں۔"

میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا مگر ع

"خدا شرّے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد"

میں نے نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کی ترنگ میں اس کو یہ جواب دیا کہ

یہ بے تکلفیاں اور "السلام علیکم" کی بے تکلف آواز، وادی غیر ذی زرع کے امّی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی۔

اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام دیا۔ اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہو گیا۔ انہوں نے اسی حالت میں اس امیر سے کہا۔

"آپ تو بادشاہ کی مجلس میں بھی رہے ہیں۔ کبھی ایسی زک بھی اٹھائی؟"

اور تھوڑے وقفہ کے بعد پوچھا کہ "کیا کام ہے؟" میں نے عرض کیا کہ "میں پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔"

اس پر فرمایا۔ "میں اب بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور پڑھانے سے مجھے اب انقباض ہے۔ خود نہیں پڑھا سکتا۔ بلکہ اب قسم کھائی ہے کہ نہیں پڑھاؤں گا۔"

میری طبیعت ان دنوں بڑی جوشیلی تھی میں نے جواباً جوش بھری دردمندانہ آواز سے کہا کہ شیرازی حکیم نے بہت ہی غلط کہا کہ،

"رنجانیدن دل جہلی است و کفّارہ یمین سہل"

اس پر آپ پر دوبارہ وجد ہوا اور چشم پُرآب ہو گئے۔ فرمایا۔ "مولوی نور کریم حکیم ہیں۔ بہت لائق ہیں۔ میں آپ کو ان کے سپرد کر دوں گا اور وہ آپ کو اچھی طرح پڑھائیں گے۔"

میں نے عرض کیا۔ ع

"ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست"

تب آپ پر تیسری دفعہ وہی کیفیت طاری ہوئی اور فرمایا ——— "ہم نے قسم توڑ دی۔"

پُرنور زندگی کے رُخ

حضرت مولانا نور الدین رضؓ کی بابرکت زندگی کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو ہر پہلو دوسرے سے زیادہ روشن۔ منوّر اور مبرہن دکھائی دیتا ہے۔

○ — کہیں موٹا جھوٹا پہنے حکمت و طبابت کی مسند پر متمکن دکھائی دیتے ہیں۔ اس شان اور ٹھاٹھ کے ساتھ کہ راکھ اکسیر کی سی شفا اور جلائیں بخشتی ہوئی نظر آتی ہے۔

○ — کہیں اسی قلندرانہ عبا میں درس قرآن کریم دیتے دکھائی دیتے ہیں، اس وہبی انہماک کے ساتھ جیسے یہ مرد قلندر اسی ذکر نورٌ علیٰ نور کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اور

○ — کہیں حدیث نبویؐ کی تفسیر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جیسے کوئی وارفتہ مزاج دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے حبیب لبیبؐ کے لفظ لفظ کو دل و جان سے صدقے اتار رہا ہو۔

لیکن ان تمام پہلوؤں میں ایک جذب اور کشش ہمیشہ مشترک رہی کہ ہر نئے اقدام کے لئے سب سے پہلے الٰہ العالمین سے استصواب ضرور کیا اور اس وقت تک قدم کو حرکت نہیں دی جب تک ربانی تجلّی نے دل کو کامیاب عزم کی استقامتوں اور یقین سے بھر نہیں دیا۔

اپنے بھوپال کے قیام کے دوران کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں :-

" تھوڑے دنوں کے بعد ایک امیر کبیر لڑکے کو سوزاک ہو گیا۔ اس نے اپنے آدمی کو کہا کہ کوئی ایسا طبیب لاؤ جسے لوگ نہ جانتے ہوں۔ مگر وہ بھی ہوئی دوا بھی نہ دے۔ بلکہ کوئی سہل سی دوا بتاتے۔ ایسی کہ جس کے بنانے میں نوکروں کو بتانا نہ پڑے یہ آدمی (پیر ابو محمد محمد دین) ایک طالب علم طبیب سمجھ کر مجھے لے گئے۔ نوجوان دالان میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے حال دریافت کیا اور کہا کہ کیلے کی جڑ کا ایک چھٹانک پانی صاف کر کے اس میں شورہ قلمی (جو آپ کے دالان میں بارود کے لئے رکھا ہے) ملا کر کئی دفعہ پئیں اور شام تک مجھے اطلاع دیں ——— میں کہہ کر چلا آیا۔ اور قدرت الٰہی سے اس کو شام تک تخفیف ہو گئی۔

اس نے مجھے ایک گراں بہا خلعت اور اتنا روپیہ دیا کہ مجھ پر حج فرض ہو گیا۔

حرمین میں داخلہ کی دُعا

اور حضرت اگلے ہی دن رخت سفر باندھ کر حرمین شریفین کے لئے تیار ہو گئے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے جانشین اوّل نے اس پاک زمین میں اپنے داخلے کا یوں ذکر کیا ہے :-

"——— سنا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو۔ وہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے۔ میں اس وقت علوم کا ماہر تو تھا ہی نہیں۔ جو ضعیف اور قوی روایتوں میں امتیاز کرتا۔ میں نے یہ دعا مانگی کہ الٰہی میں تو ہر وقت محتاج ہوں اب میں کون کون سی دعا مانگوں۔ پس میں یہی دعا مانگتا ہوں کہ

" میں جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اسی کو قبول کر لیا کر"

روایت کا حال تو محدثین نے ایسا ویسا ہی لکھا ہے۔ مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہو گئی۔ بڑے بڑے نیچریوں۔ فلاسفروں اور دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا۔ اور ہمیشہ دعا ہی کے ذریعہ مجھے ان پر کامیابی حاصل ہوئی۔

شرک سے بیزاری

طبیعت ذرا سے شرک کو بھی برداشت نہ کرتی تھی۔ نہ دین کے معاملہ میں نہ حکمت و دانائی کی گفتگو میں اور نہ علاج معالجہ ہی کے سلسلہ میں ——— فرماتے ہیں :-

" میری ایک بہن تھیں ان کا ایک لڑکا تھا۔ وہ ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ اس کے چند روز بعد میں گیا۔ میرے علاج سے انہوں نے کئی ہیضہ کے مریضوں کو اچھا ہوتے دیکھا تھا فرمانے لگیں۔ کہ

" بھائی اگر تم آجاتے تو میرا لڑکا بچ ہی جاتا۔" میں نے ان سے کہا۔ "تمہارے ایک لڑکا ہوگا اور میرے سامنے ہیضہ میں ہی مرے گا۔"

چنانچہ وہ حاملہ ہوئیں اور ایک بڑا خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ ہیضہ میں مبتلا ہوا۔ تو انہیں میری بات یاد تھی۔ مجھ سے کہنے لگیں کہ "اچھا دعا ہی کرو"۔ میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ اس کے عوض میں آپ کو ایک اور لڑکا دے گا۔ لیکن اس کو تو اب جانے ہی دو۔"

تیز حافظہ

حافظہ اس قدر تیز تھا۔ فرمایا کرتے تھے مجھے اپنا دودھ چھوڑنا بھی یاد ہے اور خوب یاد ہے میری ماں نے چھاتی پر کچھ لگایا تھا اور میں نے اپنے بڑے بھائی سے کہا تھا کہ "کَوا" ہے۔

کتابوں کا شوق سنِّ تمیز سے بھی پہلے تھا بچپنے میں جلد کی خوبصورتی کتابیں جمع کرواتی رہی۔ سنِّ تمیز کے وقت اور بعد میں ان کا مفید متن اور علمی مواد قلب و روح کو اپنی طرف کھینچتا رہا ——— زندگی بھر کوئی کھیل نہیں کھیلا۔ سوائے تیرنے کے جس میں فن کی آخری حد تک مشّاقی حاصل کر لی تھی۔ اس طرح کہ بڑے بڑے دریاؤں کو دیکھ کر بھی قدم نہیں ڈگمگاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی خوب دی۔ اور جب چاہا اپنے اپنے وقت پر ان میں سے بعض کو بلا بھی لیتا رہا۔ مگر جب بھی کسی کے لئے بلاوا آتا رہا۔ ہمیشہ یہ کہہ کر دل کو تشفی دی کہ اس میں کوئی نقص ہو گا۔ خدا تعالیٰ اس سے بہتر بدلہ دے گا۔

فرماتے ہیں ——— میرا جب بھی کوئی بچہ مرا میرے دل میں یہی ڈالا گیا ——— اگر تم مرتے تب بھی یہ تم سے جدا ہو جاتے۔

اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میں نے بہت روپیہ محنت اور وقت خرچ کر کے احادیث کو پڑھا ہے اور اس قدر پڑھا ہے کہ اگر بیان کروں تو سننے والوں کو حیرت ہو۔ میرے سامنے کوئی کلمہ حدیث کا۔ ایک قرآن کریم کا اور ایک کسی اور شخص کا پیش کر کے دیکھ لو۔ میں بفضلہ تعالیٰ فوراً بتا دوں گا کہ یہ قرآن کریم کا ہے ——— یہ حدیث نبویؐ کا ہے ——— یہ کسی معمولی انسان کا۔

دوستوں کے معاملہ میں سرپرست اور مربیانہ طبیعت کے مالک تھے۔ ان سے ہمیشہ دلداری اور مروّت ہی سے پیش آتے رہے لیکن ایسے دلدار و بے لوث وجود کا یہ تجربہ بھی کس قدر تلخ اور عبرت آفریں ہے۔ فرمایا :-

" میں نے ہزارہا روپیہ لوگوں کو قرض دیا لیکن سوائے ایک شخص کے (کہ اس نے نو روپے قرض لئے تھے اسی آنکھ سے ادا کر دیئے) اور کسی نے اسی آنکھ سے ادا نہیں کئے۔

اعتبار و اعتماد

فروری ۱۹۱۲ء میں ایک مجلس علم و عرفان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

" چند قومیں ہیں جن پر مجھے کبھی اعتبار نہیں آیا۔ ایک دہریہ۔ دوسرے رافضی تیسرے عیسائی اور چوتھے جو حقیقتاً منافق ہیں اور منافقوں کو علامات سے پہچانا جا سکتا ہے۔

○ — دہریہ جب خدا تعالیٰ ہی کا قائل نہیں تو اس کی قسم کا کیا اعتبار؟

○ — رافضی تقیہ کی آڑ میں سب کچھ کر سکتے ہیں

○ — عیسائی کفارہ کی اوٹ لے لیتے ہیں۔

○ — منافق کا تو اعتبار ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہوتا۔

گناہ سے بچنے کا طریق

اب اسی عاشق قرآن و رسولؐ کی زبان سے گناہ سے بچنے کا ایک طریق بھی سنیئے۔ فرمایا

" ایک دفعہ میرے دل میں کسی گناہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں بہت سی حمائلیں لے کر اپنی ہر ایک جیب میں ایک حمائل رکھی۔ ایک حمائل ہاتھ میں رکھنے کی عادت ڈالی۔ بستر پر۔ سامنے الماری پر۔ مکان کی کھونٹیوں پر۔ غرض کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں قرآن سامنے نہ ہو پس جب بھی وہ خیال آتا۔ تو قرآن سامنے ہوتا جس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ یہاں تک کہ نفس تنگ ہو گیا اور اس گناہ کا خیال ہی جاتا رہا۔"

اطاعتِ کامل

آخر میں اس عالم متبحر۔ اس حکیم الحکماء اور اس خدا دوست کی اپنے آقا مہدی علیہ السلام سے محبت و اطاعت کامل کا ایک واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو اپنے دین کی خدمت و حفاظت پر مامور کرتا ہے تو اسے کیسے کیسے مطیع و مستعد دست و بازو عطا فرماتا ہے۔

دہلی پہنچ کر مہدی زمان علیہ السلام کو خیال آیا کہ مولوی نور الدین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر رہے گا۔ چنانچہ مولوی صاحب کو تار دلوا دی۔ "بلا توقف پہنچیے" کے مضمون کی یہ تار ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو قادیان پہنچی تو اس وقت حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو۔ اسی حالت میں فوراً چل پڑے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا۔ نہ بستر لیا اور نہ کوئی تیاری کی۔ بلکہ یکّہ کی بھی انتظار نہیں کی۔ سیدھے بٹالہ کی طرف پیدل ہی چل پڑے۔ دوستوں کو جب اطلاع ملی تو ضروری سامان آپ کو بٹالہ کے رستہ میں پہنچا دیا اور یوں آپ "بلا توقف" ۲۹ اکتوبر کو دہلی اپنے امام کے حضور پہنچ گئے۔

خلافتِ اسلامیہ

از۔ عزیز تنویر احمد خان صاحب ۔ نسیم باغ سرینگر

چند سال قبل گورنمنٹ ہائی سکول سرینگر میں یوم اقبال کی تقریب کے سلسلہ میں متعلق اساتذہ کرام نے علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل شعر پر کہ ؎

تا خلافت کی بناء دُنیا میں ہو پھر سے اُستوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

ایک مجلسِ مذاکرہ منعقد کی جس میں طلباء و اساتذہ کے علاوہ غیر احمدی سامعین کا بڑا اجتماع تھا۔ عزیز تنویر احمد خان ابن مکرم محمد یوسف خان صاحب احمدی آف سرینگر نے جو اس سکول کے طالب علم تھے اس مجلس میں تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے مسلک کو پیش کیا جسے تمام حاضر غیر احمدیوں نے دلچسپی سے سُنا اور اختلاف عقیدہ کے باوجود بیان کردہ حقائق کی تعریف کی۔ ذیل میں عزیز کی تقریر درج کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و ایمان میں برکت بخشے ——— (قائمقام ایڈیٹر)

جناب صدر محفل و سامعین حضرات!
آج کا موضوع بحث علامہ اقبال کا یہ شعر ہے ؎

تا خلافت کی بناء دُنیا میں ہو پھر سے اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کے سورۃ نور میں فرماتے ہیں:۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ

اِن مقدس آیاتِ ربانی کا ترجمہ یوں ہے:

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے۔ وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کرے گا۔ اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے۔ اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

علامہ اقبال نے ملتِ اسلامیہ کی بگڑی ہوئی حالت۔ اخلاقی زبوں حالی۔ مسلسل تنزل۔ سیاسی پستی اور بکھرے ہوئے شیرازہ کو مدنظر رکھتے ہوئے نبض شناسی فرمائی ہے۔ اور ان تمام قومی امراض کا علاج اور مداوا خلافتِ اسلامیہ تجویز کیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں میں ازسرِنو سلسلۂ خلافت کو مضبوطی کے ساتھ قائم کرنے کی آرزو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اس کھوئے ہوئے انعام الٰہی اور ربانی علاج کی تلاش اسلاف کے قلب و جگر میں ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام اور ائمہ صالحین ہی وہ قابل صد افتخار بزرگ ہستیاں تھیں جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے باغِ محمدیؐ کو سینچا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کچھ عرصہ تک مسلمانوں کو خلافت کے جھنڈے تلے جمع کر کے دیگر اقوام کے مقابلے میں ممتاز کر دیا۔

تاریخ اسلامی پر طائرانہ نگاہ ڈالیئے آپ دیکھیں گے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کس قدر بے مثال قربانیاں دے کر مسلمانوں کی قیادت فرمائی۔ اور اسلام کا جھنڈا اکناف عالم میں لہرا دیا۔ یہ سب کچھ خلافتِ عظمیٰ کی نعمتِ غیر مترقبہ کے سبب ہی ممکن ہو سکا تھا۔

خلافت راشدہ کے بعد شخصی خلافت کا دور چلا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کہیں خلافتِ عباسیہ تھی۔ اور کہیں خلافتِ عثمانیہ۔ گو یہ خلافت شرعی بنیادوں پر قائم نہیں تھی لیکن پھر بھی اس نام نہاد خلافت سے دشمنانِ اسلام مسلمانوں پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ نظام ہائے خلافت بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکے۔

چنانچہ آج کل آپ دیکھ رہے ہیں کہ کہیں فوجی ڈکٹیٹر شپ کا سکہ چلتا ہے تو کہیں مطلق العنان شہنشاہیت اور آمریت برسرِ اقتدار ہے۔ یہ سب نظام ہائے حکومت و قیادت غیر اسلامی ہیں۔ عصرِ حاضر میں ایک نگاہ عالم اسلام پر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی ایک مُٹھی بھر جماعت ہے۔ جسے جماعت احمدیہ کہتے ہیں۔ مخالفین جماعت عام طور پر اسے تحقیر سے قادیانی یا مرزائی جماعت بھی کہتے ہیں۔ صرف اس جماعت میں سلسلۂ خلافت قائم ہے۔ لیکن باوجود اس جماعت کے اسلامی عقائد و اعمال کے حکومتِ پاکستان نے جملہ اسلامی اقدار کو پامال کرتے ہوئے اُنہیں غیر مسلم قرار دیا ہے کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

دیر و حرم میں کوئی نہیں اپنی راہ پر
کافر نئے نئے ہیں۔ مسلمان نئے نئے

موجودہ عالمی سیاسیات اور حالات کے پیش نظر عالم اسلام کو ایک باصلاحیت اور مستحکم قیادت کی اشد ضرورت ہے چنانچہ یہ کمی صرف اور صرف ایک واجب الاطاعت امام اور خدا کا خلیفہ ہی پوری کر سکتا ہے۔ سچ ہے ؎

ہر شخص ہے محتاجِ کمالِ رہبر
منزل سے زیادہ ہے خیالِ رہبر

خلافت ایک عملی تنظیم کا نام ہے۔ اور خلیفہ کو چونکہ خداوند قدیر خود بناتے ہیں۔ اس لئے خلیفۃ المسلمین کو تائید خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں آج کل مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ جس وجہ سے کہیں صیہونیت نے سر اُبھارا ہے اور کہیں دہریت اسلام کے خلاف نبرد آزما ہے۔ اسی طرح کہیں صلیبی طاقتیں مسلمانوں کے پیچھے انہیں صفحۂ ہستی سے نابود کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ اور کہیں طاغوتی نظام در پئے آزار نظام مصطفیٰؐ ہے۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ مظلوم فلسطینی مسلمین پچھلے پینتیس ۳۵ سال سے ایک ازلی دشمنِ اسلام قوم یعنی سرکش اور ظالم اسرائیل قوم کے ساتھ برسرِ پیکار ہے۔

اسی طرح سے افغانستان میں بھی گذشتہ ڈھائی سال سے نہتے اور بہادر افغان جیالے مسلمان روسی ظلم و جبر کا سامنا نہایت بے جگری سے کر رہے ہیں۔

یہ سب اس لئے ہوا اور ہو رہا ہے کہ عالم اسلام کے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کا فقدان ہے۔ حتیٰ کہ کہیں کہیں مسلمان خود ہی آپس میں ہی جنگ و جدل میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایران عراق جنگ میں لاکھوں مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کی ساحل سے لیکر تابخاکِ کاشغر

اور وقت کی پکار ہے۔ ہے

خلیفۃ المسلمین اور خلافتِ اسلامیہ
المشرقیہ۔ الغربیہ اسلامیہ اسلامیہ

ہم دیکھ رہے ہیں کہ کفارِ عالم کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں پر ایک منظم و مربوط اور مسلسل یلغار جاری ہے۔ اور سربراہانِ مملکتِ ہائے اسلامیہ اپنے ہم مذہب مظلوم اور بے کس بھائیوں کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر بھی ٹس سے مس نہیں ہو رہے ہیں۔

خلفاء کرام کا کام انبیاء کے مشن کی تکمیل ہوتا ہے اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے چنانچہ تبلیغِ اسلام عالمی سطح پر تب ہی ممکن ہے جب عالم اسلام کی اپنی ایک مشترکہ اور غیر متنازعہ تنظیم ہوگی۔ جسے ہم شرعی اصطلاح میں سلسلۂ خلافت کا نام دے سکتے ہیں۔

ابتداء میں جن آیاتِ ربانی کا ذکر کیا گیا۔ اِن آیات مقدسہ کی روشنی میں غور کیجئے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مومن اور متقی لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے!

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

حضرات! اگر ملتِ اسلامیہ میں حقیقی تڑپ اور دلی آرزو سلسلۂ خلافت کو دوبارہ مستحکم اور استوار کرنے کی پائی جاتی ہے تو یہ عظیم نعمت صرف تمنا اور آرزو سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ

[illegible]
[illegible]

اسی طرح مسلمانوں میں صرف [illegible] [illegible] اور [illegible] سے ہی خلافت قائم نہیں ہو سکتی ہے اور نہ ہی واعظ حضرات کی خالی وعظ خوانی یا علماء کی زبانی جمع خرچی اور مقالات سے یہ نعمت مل سکتی ہے۔ اور نہ ہی رباط۔ ٹیونس۔ ریاض یا اسلام آباد کی اسلامی سربراہ کانفرنس سے خلافت کی روحانی بادشاہت دوبارہ حاصل ہو سکتی ہے اس کیلئے سورۃ نور کی مذکورہ آیات کے مطابق حسنِ خیال اور نیک قبول اعمال کا ہونا ضروری ہیں۔ چنانچہ متلاشیان حق کیلئے یہ کوئی ناممکن بات نہیں ہے۔ بے شک اس کیلئے سلف صالحین کے قلب و جگر اور اخلاص اور بے مثال قربانیوں کو نمونہ بنا کر اُن کی تقلید میں عمل پیہم سے ہی خلافت کی کھوئی ہوئی نعمت سے عالم اسلام سرفراز ہو سکتا ہے ؎

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے۔ جو روح کو تڑپا دے

نمائندہ بدر برائے بمبئی و پونہ

بدر کی توسیع اشاعت اور خریداران و مشتہرین سے اُن کے واجبات کی بر وقت وصولی و حساب فہمی کے لئے مکرم عبدالشکور صاحب ہریجر کو بمبئی اور پونہ کے لیئے اخبار بدر کا نمائندہ نامزد کیا گیا ہے۔ ہر دو جماعتوں کے احباب سے درخواست ہے کہ وہ موصوف سے کما حقہٗ تعاون فرمائیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً۔

مینیجر ہفت روزہ بدر قادیان

اعلانِ نکاح

خاکسار کی اہلیہ کی بھتیجی زاد بہن مکرمہ فرزانہ پروین صاحبہ بنت مکرم معین الدین صاحب مرحوم ساکن خانپور ملکی بہار کا نکاح مکرم محمد اکرم صاحب ولد مکرم علاؤ الدین صاحب ساکن امروہہ یوپی کے ہمراہ چھ ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۱۰ کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسجد مبارک میں پڑھا۔

اِس خوشی میں لڑکی کے بھائی مبلغ پچیس روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین۔

خاکسار۔ منیر الحق بنگالی قادیان

ولادتیں

(۱) مکرم محمد ابراہیم صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی صدر جماعت احمدیہ پینکال اڑیسہ کے دوسرے بیٹے مکرم انفار الحق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیوں کے بعد ۲۵ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام "مبشر احمد" تجویز فرمایا ہے۔

قارئین بدر سے نومولود کے نیک صالح خادم دین بننے اور بلندیٔ اقبال کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ موصوف نے اس خوشی میں مبلغ ۲۰/ روپے اعانت بدر میں ادا کیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیراً۔ (ادارہ بدر)

(۲):۔ خاکسار کو مورخہ ۷ اپریل ۸۷ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تیسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ الحمدللہ نومولود کا نام شمیم احمد تجویز ہوا ہے۔ قارئین بدر سے نومولود کے نیک صالح خادم دین اور بلندیٔ اقبال کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار۔ محمد عمر تیاپوری مبلغ سلسلہ اڑیسہ

دُعائے مغفرت

(۱): خاکسار کی خوشدامن مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب ساکن بمبئی مورخہ ۱۰ کو بمبئی میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔
مرحومہ جگر کی تکلیف اور بعض دیگر عوارض سے بیمار چلی آرہی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں وفات سے قبل اپنے شوہر سے عہد لیا کہ انہیں ضرور قادیان پہنچایا جائے چنانچہ چوہدری صاحب موصوف اور ان کی اولاد نے مرحومہ کی نعش قادیان لانے کا انتظام کیا۔ مورخہ ۱۸ کو نعش کے پہنچنے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ خاکسار۔ منور احمد ناصر کارکن دفتر محاسب قادیان

(۲) :۔ خاکسار کی والدہ محترمہ اہلیہ مکرم حیکن خان صاحب آف سملیہ رانچی (بہار) چند یوم رانچی ہسپتال میں بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۸۷/۴/۹ کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نے ۱۹۶۵ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ اور اپنی تین بیٹیوں کی شادی قادیان میں کی۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ والدہ صاحبہ کی مغفرت فرمائے اور سب پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو اور صبر جمیل عطا کرے۔
خاکسار۔ مبارک احمد سملیہ کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان

درخواست ہائے دُعا

○ ۔۔ بدر کے معاون خاص مکرم شیخ محمد یونس صاحب احمدی بھدرک اپنے والد محترم اور بیٹے عزیز عبدالباسط سلمہٗ نیز بیٹی عزیزہ نجمی خالدہ سلمہا کی کامل و عاجل شفا یابی اور تمام اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ ۔۔ مکرم ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب کٹک دس روپے اعانت بدر میں ادا کرکے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی کے لیئے ○ ۔۔ مکرم خواجہ عبدالوحید صاحب انصاری حیدرآباد بیس روپے اعانت بدر میں ادا کرکے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ ۔۔ مکرمہ عشمت النساء صاحبہ شموگہ دو دکانوں کا مقدمہ چل رہا ہے مقدمہ میں کامیابی کے لئے نیز مشکلات کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ ۔۔ مکرمہ زینب بیگم صاحبہ اہلیہ محمد سلطان صاحب مرحوم آف سرینگر رفعت نذیر کی ایم کام فائنل کے امتحان میں کامیابی اور الرجی کی تکلیف کے ازالہ، رفیع احمد کو میڈیکل میں داخلہ ملنے نیز محمد اقبال صاحب کو اللہ تعالیٰ نے توام بچے عطا فرمائے ہیں جو کمزور اور زیر علاج ہیں ان کی صحت و سلامتی اور حلیمہ بیگم کی صحت و سلامتی اور اوہام کے دور ہونے کے لئے۔ ○ ۔۔ مکرم غضنفر حسین خان صاحب وانیواڑی (گوا) اپنے بڑے بیٹے عزیز ظفر علی خان صاحب کی شادی بابرکت ہونے اور احمدیت کی توفیق پانے کے لئے ○ ۔۔ مکرم شفیق احمد صاحب تیاپور اپنے دونوں بیٹوں کی دینی و دنیوی ترقیات اور اپنی خوشدامن صاحبہ کے کامیاب آپریشن کے بعد کامل صحت یابی کے لئے ○ ۔۔ عزیز عمران احمد ابن ناصر احمد صاحب آف پاکوڑ (بہار) اعانت بدر میں کچھ رقم ادا کرتے ہوئے نیک صالح خادم بننے اور روشن مستقبل کے لئے ○ ۔۔ مکرمہ عائشہ بی صاحبہ بلگام صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ ۔۔ مکرم احمد عبدالستار صاحب نمائندہ بدر حیدرآباد و سکندرآباد نے حال ہی میں اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا ہے موصوف کے مقاصد میں کامیابی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ ۔۔ مکرم قریشی عبدالحکیم صاحب گلبرگہ اور ان کی اہلیہ مکرمہ سیدہ محمدی صاحبہ تبلیغی اغراض سے دو جلد انگریزی قرآن کریم پیش کر کے اپنے بچے عزیز قریشی عبدالرحمٰن سلمہٗ کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ ۔۔ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ سلسلہ یادگیر مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب ابن مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب حیدرآباد کی کامل صحت و شفایابی کے لئے ○ ۔۔ محترمہ زاہدہ بانو صاحبہ سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد اپنے بچوں عزیزان بشیر الدین سلمہٗ و عبدالرشید سلمہٗ مقیم لندن کے اہل و عیال نیز حیدرآباد میں سکونت پذیر اپنی بیٹیوں، دامادوں اور ان کے بچوں کی صحت و سلامتی و دینی و دنیوی ترقیات اور خود کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے ○ ۔۔ مکرم اختر پرویز صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ نصرت پور سیوان (بہار) چالیس روپے اعانت بدر میں ادا کرکے اپنے بچے عزیز اطہر احمد کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور خود کو درپیش پریشانیوں کے ازالہ کے لئے ○ ۔۔ مکرم لعل محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بھوگاؤں بیس روپے اعانت بدر میں ادا کرکے اپنی اہلیہ کی بسہولت فراغت، بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات اور کاروبار میں خیر و برکت کے لئے ○ ۔۔ عزیزہ فرزانہ پروین سلمہا بنت مکرم ایس این جمیل احمد صاحب مرحوم ساکن موتی ہاری (بہار) میٹرک کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے ○ ۔۔ مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب انسپکٹر بیت المال آمد اپنے چھوٹے چچا مکرم سید حمید الدین صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ جمشید پور (بہار) کے آپریشن کی کامیابی اور کامل شفایابی کے لئے ○ ۔۔ مکرم یو محمد عبداللہ صاحب ممبئی پچیس روپے اعانت بدر میں ادا کرکے اپنی اہلیہ محترمہ یو فاطمہ عبداللہ صاحبہ جو ایک عرصہ سے دورانِ سر کی تکلیف میں مبتلا ہیں کی کامل و عاجل شفایابی چھوٹی بیٹی کے لئے مناسب رشتہ ملنے اور بچوں کی امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے ○ ۔۔ مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ ساکن گاگرن (کشمیر) اہل و عیال کی صحت و سلامتی پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ ۔۔ مکرم بشارت احمد صاحب حیدر قادیان اپنی والدہ محترمہ کی صحت و سلامتی اور بہن بھائیوں کے نیک صالح خادم دین بننے جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے نیز خوشدامن صاحبہ کی صحت و سلامتی اور اُن کے بچوں کے نیک صالح خادم دین ہونے کے لئے قارئین بدر سے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات پر

مختلف انجمنوں اور تنظیموں کی طرف سے قرارداد ہائے تعزیت!

(۱) منجانب صدر انجمن احمدیہ قادیان

(نقل ریزولیوشن $\frac{\text{۱۱غ}}{\text{۸۷.۵.۷}}$) رپورٹ ناظر اعلیٰ کہ ربوہ سے یہ اندوہناک خبر ملی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صُلبی اولاد میں سے آخری نشانی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ۶ر مئی کو انتقال فرما گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی ولادت ۲۵ر جون ۱۹۰۴ء کو ہوئی۔ آپ کی ولادت سے ڈیڑھ ماہ پہلے "دُختِ کرام" کا الہام ہوا تھا اور حضور نے حقیقۃ الوحی میں آپ کی ولادت کو نشانِ الٰہی شمار فرمایا ہے۔ آپ کے اعلانِ نکاح کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہور سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضؓ کو بلوایا تھا۔ مولانا صاحب نے حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضؓ ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضؓ سے نکاح کے اس خطبہ میں حضرت ممدوحہ کے مناقب میں یہ بھی بیان کیا کہ حضور علیہ السلام کا ایک یہ شعر ہے ؎

یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہیں
یہی ہیں پنجتن جن پر بِنا ہے

ان پانچ میں سے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وفات پا گئے تو حضرت ممدوحہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پنجتن کی تعداد کو قائم رکھا۔

آپ کے شمائل و اخلاق سے ظاہر ہے کہ آپ حقیقۃً ایک غیر معمولی خاتون تھیں۔ نہایت عابدہ دُعاگو، صابر و شاکر۔ بے دریغ انفاق فی سبیل اللہ کرنے والی۔ ایمان و ایقان میں غیر متزلزل۔ آپ نے سلسلہ احمدیہ کی تمام تحریکات تعمیر مساجد لنڈن، یورپ اور قادیان میں وافر حصّہ لیا۔ اور دیگر مالی تحریکات (چندہ تحریک جدید وغیرہ) میں بھی۔

آپ بطور بیوی اور والدہ بھی ایک بے مثال مقام رکھتی تھیں۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کے رفیقِ حیات دل کے شدید دورہ سے فریش ہو گئے۔ زندہ رہنے کی اُمید نہ تھی۔ آپ نے ان کی خدمت میں دن رات ایک کر دیا۔ گو ان کو افاقہ ہو گیا۔ اور وہ اس کے بعد ساڑھے بارہ سال زندہ رہے۔ لیکن اس سارے طویل عرصہ میں آپ نے اپنی صحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو خدمت کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔

بعض خدماتِ سلسلہ میں آپ عدیم المثال ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر آپ نے طویل سفر اختیار کر کے ۱۹۶۲ء میں مسجد احمدیہ زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کا سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ یورپ کی پانچویں مسجد تھی۔ اس تقریب میں سوئٹزرلینڈ آسٹریا اور ممالکِ یورپ کے احمدیوں کی شرکت کے علاوہ آپ کی وجہ سے پریس نے گہری دلچسپی لی۔ اور کثیر تعداد میں ان کے اور ریڈیو کے نمائندگان نے شرکت کی اور ساری کارروائی ریکارڈ کی گئی بلکہ ریڈیو نے آپ کا ایک خصوصی پیغام بھی ریکارڈ کیا۔ اس سفر میں آپ نے متعدد دیگر یورپین ممالک کا دورہ بھی کیا جس سے تمام جماعتوں کو تربیتی لحاظ سے بہت فائدہ پہنچا۔ تاریخ احمدیت میں آپ ابھی تک واحد خاتون ہیں جنہیں مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کا اعزاز ملا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک بزرگ صحابی کی وفات پر خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین پر ایک بزرگ نے چند شعر پڑھے (جن کا ترجمہ خلاصۃً یہ ہے) کہ

ہائے افسوس ان لوگوں کی جُدائی پر جو دُنیا کے لئے سورج کا کام دے رہے تھے۔ لوگ ان سے نور حاصل کرتے تھے۔ وہ دُنیا کے لئے قلعوں کا رنگ رکھتے تھے۔ وہ شہروں کی طرح آبادی کا موجب تھے۔ بادل تھے۔ پہاڑوں کی طرح استحکام کا موجب تھے۔ مشکلات کے باوجود ان کی وجہ سے ہمیں سکون اور چین ملا۔ جب وہ وفات پا گئے تو ہمارے سُکھ بھی دُکھ بن گئے۔

مزید حضور رضؓ نے اس خطبہ میں فرمایا کہ ضروری نہیں کہ ایسے لوگ منصب پر مقرر ہوں۔ یہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی صحبت حاصل ہوتی ہے اور ان کا قرب رکھتے ہیں، انبیاء اور اُن کے خلفاء کے بعد دوسرے درجہ پر دنیا کے امن و سکون کا باعث ہوتے ہیں۔ ان کا وجود ہی لوگوں کے لئے برکتوں اور رحمتوں کا موجب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے عذابوں کو روک دیتا ہے اور کہتا ہے ابھی اس قوم پر عذاب نازل نہ ہو کیونکہ اس میں ہمارا ایک بندہ موجود ہے جسے اس عذاب کی وجہ سے تکلیف ہو گی۔ ان کی خاطر دُنیا میں امن و سکون ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے اور صحابی کا مقام رکھنے والے اس عام درجہ سے بھی بالا تھے۔

حضرت ممدوحہ ایسے ہی بابرکت اعلیٰ وجودوں میں سے تھیں۔ اور آپ کی مفارقت سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لندن تعزیتی پیغام عرض کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان کی تمام جماعتوں کو گشتی مراسلہ اور بڑی جماعتوں کو فون اور تاروں کے ذریعہ اطلاع دی جا رہی ہے اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں نمازِ جنازہ غائب پڑھائیں گے۔ جماعتوں کو بھی نمازِ جنازہ غائب ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

خاکسار ملک صلاح الدین
ناظرِ اعلیٰ قادیان ۸۷/۵/۷
پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ

سیّدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا جائے یہ نمائندگی جماعت ہائے احمدیہ بھارت کہ حضرت ممدوحہ کے رفع درجات کے لئے بہ عاجزی دُعا کی جا رہی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ خاندان حضرت اقدس علیہ السلام کو اور جماعت احمدیہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور حضرت مرحومہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

(۲) منجانب تحریکِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

(نقل فیصلہ $\frac{\text{۲۵}}{\text{۸۷.۵}}$) مورخہ ۷ر مئی ۱۹۸۷ء صبح لاہور سے بذریعہ فون یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ ہماری نہایت پیاری اور بزرگ ہستی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مورخہ ۶ر مئی ۱۹۸۷ء کو ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی پیدائش ۲۵ر جون ۱۹۰۴ء کو ہوئی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی صداقت کا نشان قرار دیا ہے۔ اور اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی میں چالیسویں نمبر پر اس نشان کا ذکر فرمایا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں ہی حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی درخواست پر اور حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی ایک رؤیا کی بناء پر محترم حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ سے ممدوحہ کے رشتہ کے لئے رضامندی کا اظہار کر دیا تھا۔ اور بعہد خلافت ثانیہ آپ کی شادی ۲۲ر فروری ۱۹۱۷ء میں عمل میں آئی۔ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا

؎ بابرگ و بار ہو دیں اک سے ہزار ہو ویں

کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور چھ بیٹیاں عطا فرمائیں۔

موصوب خادم دین اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے حق میں ایک دُعائیہ نظم بھی فرمایا۔

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں — یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے

آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر پانے والی خادم دین صلبی اولاد میں سے پانچویں نمبر پر تھیں۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ آپ سلسلہ کی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ اور بر اعظم یورپ میں تحریکِ جدید کی آفاقی تحریک کے تحت جب مساجد کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ تو یورپ میں تعمیر ہونے والی پانچویں مسجد جو زیورچ سوئٹزرلینڈ میں تعمیر ہوئی کا سنگ بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے خاص منشاء کے تحت آپ کو رکھنے کا اعزاز نصیب ہوا۔ اس طرح آپ وہ پہلی احمدی خاتون ہیں۔ جن کے ہاتھوں مسجد احمدیہ زیورچ کی بنیاد رکھی گئی۔

محترمہ موصوفہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی جس پر الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کندہ ہے۔ یہ آئندہ خلفاء کو منتقل ہوتی رہے گی خلافت رابعہ کے انتخاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ انگوٹھی آپ نے ہی اپنے دستِ مبارک سے پہنائی۔

آپ کا وجود اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک نشان اور جماعت احمدیہ کے لئے سایۂ رحمت تھا۔ آپ کی وفات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور پوری جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ کی رضا پہ راضی ہیں اور اسی کے حضور دُعا گو ہیں کہ اس مبارک وجود کی جدائی سے جو خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس کو پورا کرنے کا سامان کر دے۔ اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وخاندان حضرت نواب محمد علی خان صاحب، نواب محمد عبد اللہ خان صاحب اور پوری جماعت احمدیہ کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرما کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب خاص میں جگہ دے۔ آمین

ہم ہیں ممبران تحریکِ جدید انجمن احمدیہ

(۳) منجانب وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

(نقل ریزولیشن ۹۸/۵.۸.۸۷) رپورٹ انچارج وقف جدید کہ یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ ۶ مئی کو ربوہ میں حضرت نواب سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ انتقال فرما گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی ولادت کا ذکر بطور نشان حقیقۃ الوحی میں فرمایا ہے۔ حضور کی صلبی اولاد میں سے آپ آخری یادگار تھیں۔ آپ ایک مثالی اہلیہ اور والدہ تھیں۔ اور عبادت گزار صابر و شاکر اور ہمیشہ سلسلہ احمدیہ کے لئے غیر معمولی قربانیاں کرنے والی بزرگ تھیں۔

آپ نے ۱۹۶۲ء میں زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کی مسجد احمدیہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی سعادت پائی۔ تاریخ احمدیت میں آپ واحد خاتون ہیں جنہوں نے ایسی توفیق پائی۔

آپ کی وفات سے جماعت احمدیہ میں ایک عظیم ناقابلِ تلافی خلا پیدا ہوا ہے۔

خاکسار۔ ملک صلاح الدین۔
انچارج وقف جدید ۷/۵/۸۷
پلیٹ پر کر فیصلہ ہوا کہ

انجمن ہذا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور خاندان حضرت مرحومہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دُعا کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ اور حضور اور تمام خاندان حضرت اقدس علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(دستخط ممبران مجلس)

(۴) منجانب جماعتِ احمدیہ قادیان

قادیان ۷ مئی ۱۹۸۷ء۔ آج صبح لاہور سے بذریعہ فون یہ اندوہناک اطلاع موصول ہوئی کہ محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا مورخہ ۶ مئی ۱۹۸۷ء کو ربوہ میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اور آپؑ کی صلبی اولاد میں سے آخری یادگار تھیں۔ آپ کی ولادت سے قبل حضور علیہ السلام کو الہام ہوا۔ "دُخت کرام" (البدر ۸/۱۲ مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۱) چنانچہ اسی بشارت الٰہی کے مطابق آپ کی پیدائش مورخہ ۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو ہوئی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کی ولادت کو اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۸ میں اپنی صداقت کا چالیسواں نشان قرار دیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ہی حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ایک رؤیا کے مطابق حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کی درخواست پر اُن کے صاحبزادے محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ محترمہ سیدہ موصوفہ کے رشتے کی رضامندی ظاہر فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ کی بلوغت کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کو خاص طور پر لاہور سے بُلوا کر محترمہ موصوفہ کا نکاح مورخہ ۷ جون ۱۹۱۵ء کو اُن سے پڑھوایا جس میں آپ نے حضرت سیدہ موصوفہ کے مناقب کا ذکر فرمایا۔ اور ۲۲ فروری ۱۹۱۷ء میں آپ کی شادی عمل میں آئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادوں اور چھ صاحبزادیوں سے نوازا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ:

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں — یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے

لیکن اس کے بعد حضورؑ کے صاحبزادے میاں مبارک احمد صاحب کی وفات ہو گئی تو محترمہ موصوفہ کے وجود سے حضورؑ کے خادم دین اولاد پانچ کی تعداد کی تکمیل ہو گئی۔

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت عابدہ اور دُعا گو خاتون تھیں۔ جماعتی تحریکات میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہیں۔ تعمیر مساجد کے لئے جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کی مستورات کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی تو آپؓ نے بھی اس میں بہت نمایاں حصہ لیا۔ اسی طرح آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری کے دوران حضور رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر سوئٹزرلینڈ میں زیورک کی مسجد کا سنگِ بنیاد آپؓ ہی کے ہاتھ سے رکھا گیا جو جماعتی تاریخ میں پہلی مثال تھی کہ ایک خاتون نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

آپؓ نہایت صابرہ شاکرہ اور اپنے خاوند کی نہایت خدمت گذار خاتون تھیں حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ کی طویل علالت کے دوران بارہ سال تک مسلسل نہایت ہی مستعدی اور محنت سے اُن کی خدمت فرماتی رہیں۔

محترمہ موصوفہ کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ" والی تاریخی انگوٹھی آئندہ خلفاء کو منتقل ہوتی رہے گی، حضرت سیدہ موصوفہ نے خلافتِ رابعہ کے انتخاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ انگوٹھی اپنے دستِ مبارک سے پہنائی۔

جنوری ۱۹۸۴ء میں کراچی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے رؤیا میں تین مختلف مسلسل نظارے دیکھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ آپ نے حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ جس کی تعبیر حضور نے یہ فرمائی کہ مشکلات تو آئیں گی لیکن اللہ تعالیٰ جماعت کی حفاظت فرمائے گا۔

بہر حال آپؓ کا وجود اللہ تعالیٰ کا ایک نشان اور جماعت کے لئے نہایت ہی بابرکت تھا۔ آپؓ کی وفات خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک عظیم سانحہ۔ بھاری صدمہ اور ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اور اس لحاظ سے ہمارا غم دوگنا ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صلبی اولاد میں سے آپ واحد فرد ہیں جن کی وفات کے وقت خلیفۃ المسیح وہاں پر

موجود نہیں ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ اور اس افسوسناک صدمہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد، اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ افرادِ خاندان سے اپنے انتہائی دُکھی اور غمگین دلوں سے تعزیت کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ رضی اللہ عنہا کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اور آپ کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند فرمائے اور تمام افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعتِ احمدیہ کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہم ہیں افراد جماعتِ احمدیہ قادیان۔ ۷ رمئی ۱۹۸۷ء

(۵) منجانب اراکین و مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ قادیان۔ بھارت

قادیان ۷ رمئی ۱۹۸۷ء۔ آج صبح لاہور سے بذریعہ فون یہ المناک اطلاع موصول ہوئی کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر صُلبی اولاد میں سے آخری نشانی حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مورخہ ۷ ر رمضان المبارک مطابق ۶ مئی ۱۹۸۷ء کو ربوہ میں وفات پا کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نوّر اللہ مرقدھا واعلی اللہ درجاتہا فی العلیین۔

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی ولادت سے قبل مئی ۱۹۰۴ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام "دُختِ کرام" کے الفاظ میں بشارت عطا ہو گئی تھی۔ اس الٰہی بشارت کے مطابق ۲۵ رجون ۱۹۰۴ء کو حضرت سیدہ ممدوحہ کی ولادت ہوئی۔ چنانچہ اس نشان کے پورا ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۱۸ پر چالیسویں نشان میں فرمایا ہے۔

پھر آپؓ کے رشتے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اُمّ المومنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں رؤیا کے ذریعے نشاندہی فرما دی تھی۔ چنانچہ اس الٰہی بشارت کے مطابق حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں حضرت سیدہ ممدوحہ کی شادی حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ سے عمل میں آئی۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ اس سعادت پر آخر دم تک فخر کرتے رہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر فرمایا۔ "میں اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو بیٹیوں کا خادم سمجھتا ہوں۔..... جن میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک کو میرے والد اور ایک کو میرے سپرد کیا ہے"

(اصحاب احمد جلد ۱۲ صفحہ ۶۸)

حضرت سیدہ ممدوحہ کو خلافتِ ثانیہ کے عہدِ مبارک میں سوئٹزرلینڈ میں مسجد زیورک کا سنگِ بنیاد رکھنے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ اور خلافتِ رابعہ کے انتخاب کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ والی بابرکت انگوٹھی سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی انگلی میں پہنانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ ممدوحہ کو تین صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں عطا فرمائیں جن کی کثیر اولاد بفضلہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت دُعا

"بابرگ و بار ہو دیں اِک سے ہزار ہو دیں"

کا زندہ ثبوت ہیں۔

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات جماعت کے لئے ایک المناک سانحہ اور ایک عظیم خلاء ہے۔ ایسے بابرکت وجود جو قوموں کے لئے تعویذ کی حیثیت رکھتے ہیں روز روز نہیں پیدا ہوتے۔ لیکن ہم خدا کی تقدیر پر راضی ہیں اور بارگاہِ ربّ العزت میں دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ ممدوحہ کو اعلیٰ علیین میں ہمارے آقا و مطاع سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے اور جماعت کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔

اس اندوہناک سانحۂ ارتحال پر ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ افرادِ خاندان کی خدمت میں دِلی تعزیت پیش کرتے ہیں۔

ہم ہیں اراکین و مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ قادیان۔ بھارت

(مورخہ ۷ رمئی ۱۹۸۷ء)

(۶) منجانب لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

آج صبح فون پر ملنے والی یہ افسوسناک اطلاع درویشان قادیان پر بجلی کی طرح گری اور اُن کے دلوں کو حزیں بنا گئی کہ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

بُلانے والا ہے سب سے پیارا — اسی پہ اے دِل تو جاں فدا کر

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے سب سے چھوٹی اولاد ہیں۔ آپ کی پیدائش کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مئی ۱۹۰۴ء میں الہام ہوا "دُختِ کرام"

چنانچہ اس الہام کے چند دن بعد آپ ۲۵ رجون ۱۹۰۴ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا نام امۃ الحفیظ بیگم رکھا گیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں آپ کو اپنی صداقت کا چالیسواں نشان قرار دیا ہے۔

حضرت سیدہ ممدوحہ کا نکاح حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب سے جو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی بیگم کے دوسرے صاحبزادے تھے ۷ رجون ۱۹۱۵ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت کے مطابق آپ کا خطبہ نکاح حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے پڑھا۔

دو سال کے بعد مورخہ ۲۲ رفروری ۱۹۱۷ء کو آپ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۳ فرزند اور چھ صاحبزادیاں عطا فرمائیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔ محترمہ صاحبزادی طیبہ بیگم صاحبہ، محترم خان عباس احمد خان صاحب، محترمہ صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی ذکیہ بیگم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی شاہدہ بیگم صاحبہ، محترم صاحبزادہ شاہد احمد صاحب، محترمہ صاحبزادی فوزیہ بیگم صاحبہ، محترم صاحبزادہ میاں مصطفیٰ احمد خان صاحب،

حضرت سیدہ مرحومہ بہت دُعا گو۔ نمازوں کی بے حد پابند۔ خلافت کے ساتھ بے حد محبت رکھنے والی اور جماعت کے لئے ایک دردمند دِل رکھنے والی خاتون تھیں۔ ۱۹۳۹ء میں "لوائے احمدیت" کے لئے سوت کاتنے والی صحابیات میں آپ بھی شامل تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔ ہر تحریک میں دلی جذبہ کے ساتھ حصہ لیتیں۔ ۲ ر دسمبر ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے سامنے اپنی جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے حضرت سیدہ مرحومہ نے اپنی ۲۲ گھماؤں زمین وقف کر دی۔ آپ وہ پہلی مبارک خاتون تھیں جنہوں نے مسجد زیورک کی بُنیاد اپنے بابرکت ہاتھوں سے رکھی۔ آپ کو احباب جماعت سے بہت محبت تھی۔ تقسیم ملک کے بعد قادیان سے جانے والی درویش مستورات جب آپ سے ملنے جاتیں تو آپ بے حد محبت اور شفقت سے پیش آتیں اور احوال دریافت فرماتیں بچوں کو پیار کرتیں اور خاص وقت دیتیں۔

اب آپ کافی عرصہ سے بوجہ بیماری کمزوری بستر سے نہ اُٹھ سکتی تھیں۔ اس حالت میں بھی جب کوئی قادیان کی درویش بہن ملنے پہنچتی تو قادیان کا نام سُنتے ہی فوراً اندر بلا بھیجتیں اور حال پوچھتیں۔ آپ کی وفات سے جماعت ایک بہت بابرکت اور دُعائیں کرنے والے وجود سے محروم ہو گئی ہے۔ ہم تمام عہدیداران لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نیز تمام لجنات بھارت کی طرف سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ پر اپنی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا چلا جائے اور اپنے فضل سے آپ کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

اخبار بدر کی اعانت ہر احمدی کا جماعتی فریضہ ہے۔ (منیجر بدر)

نظم بیاد حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ دختر مہدئ آخر زماں علیہ السلام

احمدی دنیا ہوئی ہے کس غم میں بے قرار — مرد و زن طفل و جواں ہیں سب حزین و دلفگار
مشعلِ کاشانۂ نواب عبد اللہ خاںؓ — سوئے جنت رفت از اذنِ خدائے کردگار
زینتِ آغوشِ شفقت سیدہ نصرت جہاںؓ — نورِ چشم مہدئ دوراںؑ مسیحِ کامگار
حُجّۃ اللہ نواب صاحبؓ کی تھیں وہ پیاری بہو — سلکِ "خواتینِ مبارکہ" کی تھیں دُرِّ آبدار
مُصلحِ موعودؓ، قمر الانبیاءؓ، مرزا شریفؓ — اور مبارکہ بیگمؓ کی ماں جائی تھیں وہ خوش شعار
محو دل سے کر سکے گی کیسے قومِ احمدی — ماہ مئی کی چھ، ستاسی سنہ کا روزِ سوگوار
"آہ! روزِ چار شنبہ بود بر ما سخت تر" — فرطِ غم سے چرخ نیلی فام بھی تھا اشکبار
زلزلہ سا آگیا جنبش میں تھی سطحِ زمیں! — مئی میں دیکھی اہلِ دنیا نے دسمبر کی بہار
تھا اَلم ایسا کہ پژمردہ ہوئے باغوں میں پھول — سسکیاں لیتے کے روتی تھیں ہوائیں بار بار
فضلِ مولیٰ نے عطا کی آپ کو عمرِ طویل — جا ہی پہنچیں ایک دن آخر سوئے دار القرار

اِن کی رحلت ہے یقیناً ایک قومی حادثہ
مہدئ آخر زماںؑ کی آخری تھیں یادگار

صدقِ دل سے یہ دُعا کرتے ہیں جملہ احمدی — نورِ عرفاں کا سبق دیتا رہے ان کا مزار
گلستانِ احمدیت پھولتا پھلتا رہے — بادِ خزاں کا مُنہ نہ دیکھے یہ کبھی بھی زینہار
ہو خلافت کی وفا سرمایۂ جہدِ حیات — ہو جماعت کا قدم اس شاہراہ پر استوار
صدقِ دل سے عاجزِ محزوں کی ہے یہ التجا! — منظور کر سب کی دُعائیں اے مرے پروردگار

کر حفاظت کُل جماعت کی ہمیشہ یا حفیظ!

از طفیل شاہ بطحیٰ سیدِ والا تبارؐ

شعر سرگرمِ دعا:۔ سید ادریس احمد عاجز کرانی۔ نزیل ربوہ

نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے!
(ملفوظات حضرت مسیح موعود)
AIR®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

Regd. No P. GDP-3

The Weekly Badr QADIAN 143516

Phone No. 35

21st MAY 1987. KHILAFAT NUMBER PRICE Rs. 2-00.

Only Title Printed at HAMDARD PRINTING PRESS JALANDHAR